ہر وصیت آبِ زر سے لکھنے کے قابل

مجموعہ وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جس میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پانچ وصیتیں مع ترجمہ جمع کی گئی ہیں جوانھوں نے اپنے تلامذہ امام ابو یوسف، یوسف بن خالد سمتی، حماد بن ابی حنیفہ، نوح بن ابی مریم رحمہم اللہ وغیرہم کو فرمائیں تھیں۔

ترتیب وترجمہ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۳-۱۴۲۲ھ

نام کتاب : مجموعہ وصایا امام اعظمؒ
مؤلف : مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت : جون ۲۰۱۵ء

پیش لفظ

از مرتب عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسّلام علی سیدنا أکرم الأوّلین والآخِرِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَأصحابِہٖ ھداۃ الحقّ وناصري الدین المتین، وعلی من تبعھم بإحسان إلی یومِ الدِّینِ، وحذوا حذوھم في استذکارِ آثارِ نبیہِ الأمینِ، وَاستحفاظِ کتاب اللہ المبین، أوصوا واستوصوا وتواصوا بالحق والصبرِ في کلِّ وقتٍ وَّحینٍ۔

امابعد، احقر نے اس سے پہلے الامام الاعظم والہمام الافخم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اس وصیت کا ترجمہ لکھا تھا، جو حضرت موصوفؒ نے اپنے نامور شاگرد حضرت یوسف بن خالد سمتی بصریؒ کو فرمائی تھی۔

یہ ترجمہ اصل وصیت کے ساتھ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی سے شائع ہوا، جسے مرشدی حضرت اقدس شیخ الحدیث بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی مجلس میں حرف بہ حرف سنا اور بہت ہی پسند فرمایا۔ پھر اپنی جیبِ خاص سے اس کو پانچ ہزار طبع فرمایا۔ اس کے بعد مشورہ ہوا کہ حضرت امام اعظمؒ کی دوسری وصیتیں بھی باترجمہ شائع کی جائیں جو دیگر تلامذہ کو فرمائی تھیں۔ تلاش کرنے سے ''الاشباہ والنظائر'' کے آخر میں ایک وصیت ملی جو قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسفؒ کو فرمائی تھی۔ اس کو پڑھا تو جگہ جگہ عبارات میں طباعت کی اغلاط سامنے آئیں اور بعض جگہ مسخ وتحریف کا اندیشہ ہوا۔ اس کے

دوسرے نسخہ کی تلاش جاری رہی، حتی کہ ''مناقب الامام الاعظمؒ''میں اور ''حسن التقاضی''میں بھی مل گئی، اور تینوں نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کا صحیح ترین نسخہ مرتب کیا اور بامحاورہ ترجمہ بھی لکھ دیا۔

احقر کے ذہن میں تھا کہ حضرت امام اعظمؒ کی ایک وصیت ان کے صاحب زادہ حماد بن ابی حنیفہؒ کے نام بھی ہے۔ اس کی جستجو جاری رکھی تو الحمد للہ اس کا نسخہ بھی مل گیا۔ نیز ''مناقب الامام الاعظمؒ''میں قاضی ابو عصمہ نوح بن ابی مریم مروزیؒ کے نام بھی ایک وصیت نظر سے گذری، جو قضا سے متعلق ہے۔ اور ایک وصیت ایسی بھی اسی کتاب میں ملی جو حضرت امام اعظمؒ نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی۔

احقر نے ان تمام وصایا کا بامحاورہ ترجمہ لکھا، اور حضرت اقدس مرشدی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والا نے ان تمام وصایا کو ایک مجموعہ میں شائع فرمانے کا حکم فرمایا اور اس مجموعہ کا نام ''وصایا امام اعظمؒ''تجویز فرمایا۔ اب یہ پانچ وصایا کا مجموعہ شائع کیا جارہا ہے جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

ترتیب اس طرح رکھی ہے کہ

پہلے نمبر پر وصیت بنام ابو یوسف **رحمۃ اللہ علیہ**۔

دوسرے نمبر پر بنام یوسف بن خالد سمتی **رحمۃ اللہ علیہ**۔

تیسرے نمبر پر بنام حماد بن ابی حنیفہ **رحمۃ اللہ علیہ**۔

چوتھے نمبر پر بنام ابو عصمہ نوح ابن ابی مریم **رحمۃ اللہ علیہ**۔

اور **پانچویں نمبر** پر وصیت بنام اکابر تلامذہ **رحمۃ اللہ علیہم** کو رکھا ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ حضرت امام اعظمؒ کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور تلمیذ تھے۔ حدیث اور فقہ میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ جنہوں نے ان سے تین سال تک علم حاصل کیا۔ آپ نہ صرف قاضی تھے، بلکہ قاضی القضاۃ تھے اور اس لقب سے سب سے پہلے آپ ہی مشہور ہوئے۔ خلفائے بنی عباس میں سے مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے عہد میں قضا کی خدمت انجام دی، اور ۱۶۶ ہجری سے لے کر اپنی وفات تک برابر قاضی رہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ سترہ سال تک حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں پابندی کے ساتھ مسلسل حاضری دیتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ ان کے ایک بچہ کی وفات ہو گئی تو اس کے دفن میں بھی اس لیے شریک نہ ہوئے کہ امام ابو حنیفہؒ کی مجلس کی حاضری کا ناغہ نہ ہو جائے۔ بچہ کے کفن دفن کا انتظام اعزہ واقرباء اور پڑوسیوں پر چھوڑا اور خود حضرت امام اعظمؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت امام اعظمؒ نے ان کو نہ صرف فقیہ بنایا بلکہ بارہا ان کی مالی امداد بھی فرماتے رہے۔

داؤد بن رشید کا قول ہے کہ اگر صرف ابو یوسفؒ ہی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہوتے تو ان کو فخر کے لیے یہی ایک تلمیذ کافی تھا۔ میں جب ابو یوسفؒ کو علمی باتیں کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سامنے سمندر ہے۔ اس میں سے لَپ بھر بھر کر نکال رہے ہیں، حدیث اور فقہ وکلام سب ان کے سامنے رہتا تھا۔

ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ بیمار ہوئے تو حضرت امام اعظمؒ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ عیادت کے بعد باہر آکر فرمایا کہ اگر اس جوان کی وفات ہو گئی تو بہت بڑا علم ضائع ہو جائے گا (کیوں کہ) یہ زمین کے بسنے والوں میں سب سے بڑا عالم ہے۔

علی بن صالحؒ جب امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے تھے تو کہتے تھے:

حدثني أفقه الفقهاء و قاضي القضاة و سيد العلماء۔

حضرت امام ابو یوسفؒ ۱۶۶ ہجری سے لے کر ۱۸۲ ہجری تک قاضی رہے جو ان کی وفات کا سال ہے۔ اس طویل مدت میں انہوں نے بڑے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کیے۔ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ظلم کا فیصلہ نہیں کیا، البتہ ایک فیصلے کے باری میں مجھے مواخذہ کا ڈر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک نصرانی نے ہارون الرشید پر دعویٰ کیا کہ امیر المؤمنین نے میری فلاں جائیداد پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو میں نے ہارون الرشید سے کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی فلاں اراضی پر آپ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ہارون الرشید نے جواب دیا کہ یہ تو ہم کو اپنے پردادا منصور سے میراث میں پہنچی ہے۔

میں نے اس نصرانی سے کہا کہ تو نے جواب سن لیا، اب بتا کہ تیرے پاس گواہ ہیں یا نہیں؟ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس گواہ تو نہیں لیکن آپ مدعیٰ علیہ کو قسم کھلوائیں۔ میں نے ہارون الرشید سے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ قسم کھا سکتے ہیں؟ ہارون الرشید نے قسم کھالی اور مقدمہ خارج ہو گیا اور نصرانی واپس چلا گیا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مجھے اس واقعہ سے مواخذہ کا خوف ہے۔

شاگردنے دریافت کیا کہ ایسا فیصلہ کرنے کے باوجود پھر مواخذہ کا خوف کیوں ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ میں نے دونوں فریق کو ایک جگہ نہیں بٹھایا تھا۔ ہارون الرشید امتیازی جگہ بیٹھے رہے اور نصرانی مدعی مدعیٰ علیہ کی جگہ کھڑا رہا (جو قاضی کے سامنے ہوتی ہے)۔

حضرت امام ابو یوسفؒ بڑے عبادت گذار بھی تھے۔ قاضی القضاۃ کی ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ دوسو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے اور روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ انصارِ مدینہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے پر دادا سعد بن بجیرؓ صحابی تھے۔ ان کو سعد بن حبتہ بھی کہا جاتا ہے (حبتہ والدہ کا نام تھا)۔ انہوں نے غزوۂ خندق میں شریک ہو کر خوب جنگ میں حصہ لیا، اس وقت نوعمر تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھا کہ بڑی دلیری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو ان کو بلا کر دریافت فرمایا کہ اے نوجوان! تم کون ہو؟

عرض کیا: میں سعد بن حبتہ ہوں۔

آپ نے دعا کی اللہ تیرا نصیب مبارک فرمائے اور ساتھ ہی قریب آنے کا حکم فرمایا۔ جب وہ قریب آئے تو ان کے سر پر ہاتھ پھیرا (یہ واقعہ ''الاستیعاب'' میں لکھا ہے)۔

حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو ہمارے پر دادا کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ میں اس کی برکت خاندان بھر میں محسوس کرتا ہوں۔

یہ سعد بن بجیرؓ کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے، وہیں انہوں نے وفات پائی، اور ان کی نسل کوفہ میں آباد رہی۔ جن میں ایک بڑے ہونہار ابو یوسفؒ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے مشرق و مغرب کو علم سے بھر دیا۔

امام ابو یوسفؒ کی وفات ۱۸۲ ہجری میں ہوئی اور ولادت کے بارے میں ۱۱۳ ہجری مشہور ہے، لیکن شیخ محمد زاہد کوثریؒ فرماتے ہیں کہ ان کا سن ولادت ۹۳ ہجری ہے۔ انہوں نے اسی کو محقق قرار دیا ہے۔

☆---☆---☆

حضرت یوسف بن خالد سمتیؒ بھی حضرت امام اعظمؒ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ ان کا وطن بصرہ تھا۔ حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں طلبِ علم کے لیے کوفہ حاضر ہوئے۔ تحصیلِ علم کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس جانے لگے تو حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جانے میں جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں بطورِ توشہ کچھ وصیتیں کروں گا۔ پھر باقاعدہ فرصت نکال کر وہ وصیتیں فرمائیں جو اس مجموعہ میں آ رہی ہیں۔ یہ وصیتیں خصوصیت کے ساتھ علماء اور طلباء کے لیے حرزِ جاں بنانے کے قابل ہیں۔

صاحبِ "ہدایہ" کے مشہور تلمیذ علامہ زرنوجیؒ اپنی کتاب "تعلیم المتعلم" میں لکھتے ہیں۔

وينبغي لطالب العلم أن يحصل كتاب الوصية كتبها أبو حنيفة رحمه الله ليوسف بن خالد رحمه الله عند الرجوع إلى أهله، وقد كان أستاذنا شيخ الإسلام علي بن أبي بكر رحمه الله أمرني بكتابته عند الرجوع إلى بلدي، ولا بد للمدرس والمفتي في معاملات الناس منه.

اور طالب علم کو چاہئے کہ وہ وصیت نامہ حاصل کرے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے یوسف بن خالدؒ کو دیا تھا جب کہ وہ گھر جانے لگے تھے۔ ہمارے استاذ علی بن ابی بکرؒ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اس وصیت کو لکھ لوں جب کہ میں نے اپنے شہر کو واپس جانے لگا تھا۔ لوگوں سے معاملات پیش آنے اور ان کے ساتھ برتاؤ کرنے کے سلسلہ میں مدرس اور مفتی کے لیے یہ وصیت نامہ بہت ضروری ہے۔

حضرت یوسف بن خالد سمتیؒ حضرت امام شافعیؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔ اور امام صاحب موصوفؒ نے ان کے متعلق فرمایا "كَانَ رَجُلًا مِنَ الْخِيَارِ" یعنی وہ بہترین افرادِ امت میں سے تھے۔

محدث ابن ماجہؒ نے ان سے تخریج کی ہے۔ لفظ ''سمتی'' سمت کی طرف منسوب ہے۔ حسن سمت یعنی حسنِ سیرت کی وجہ سے ان کو سمتی کہا جاتا ہے۔ ۱۷۹ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت حماد بن ابی حنیفہؒ حضرت امام اعظمؒ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ انہوں نے اپنے والدِ محترم قدس سرہ سے فقہ حاصل کیا۔ ان پر زہد وتقویٰ غالب تھا۔ ایک عرصہ تک کوفہ کے قاضی بھی رہے۔

حضرت نوح بن ابی مریمؒ بھی حضرت امام اعظمؒ کے معروف تلامذہ میں سے تھے۔ ان کا وطن مرو تھا۔ ابو عصمہ ان کی کنیت تھی اور ان کو ''الجامع'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضرت امام صاحبؒ سے عموماً قضا کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ تم ضرور قضا کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب اپنے وطن پہنچے تو قاضی بنا دیے گئے۔ حضرت امام اعظمؒ کو بذریعہ خط اس کی اطلاع دی تو حضرت امام صاحب قدس سرہ نے ان کو قضا سے متعلق وصیت لکھ کر بھیجی جو اِن اوراق میں شامل کر دی گئی ہے۔

ان کو جامع العلوم ہونے کی وجہ سے الجامع کہا جاتا تھا۔ ان کی چار مجلسیں ہوتی تھیں۔ ایک مجلس میں حدیث کی، دوسری امام اعظمؒ کے ارشادات نقل کرنے کی، تیسری نحو کی اور چوتھی مجلس شعر وادب کی ہوتی تھی۔ حضرت امام اعظمؒ کے علاوہ قاضی ابن ابی لیلیٰ سے بھی انہوں نے علم حاصل کیا۔

پانچویں وصیت جو اس مجموعہ میں درج کی گئی ہے اس کے راوی حضرت امام ابو یوسفؒ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: کہ ایک دن بارش ہو رہی تھی ہم چند اصحاب حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں داؤد طائی، عافیہ اودی، قاسم بن معن مسعودی، حفص بن غیاث نخعی، وکیع بن الجراح، مالک بن مغول، زفر بن ہذیل رحمہم اللہ موجود تھے۔ حضرت امام اعظمؒ نے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''أَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِيْ إلخ''

یہ وصیت اس مجموعہ میں سب سے آخر میں آرہی ہے، تشریحِ مضامین کے لیے ترجمہ کے درمیان کہیں کہیں احقر نے قوسین میں اپنی طرف سے ریشم میں ٹاٹ کا پیوند بھی لگا دیا ہے تاکہ عوام وصیت کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر غلط مطلب نہ سمجھ لیں۔

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس خدمت کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے اور حضرت اقدس مرشدی دامت برکاتہم کا سایہ ہم لوگوں پر تادیر قائم رکھے۔

إنه سميع قريب وللدعآءِ مجيب وصلى الله تعالىٰ علىٰ خيرِ خلقه سيدنا ومولانا محمدوَّ آله وأصحابه أجمعين۔

وأنا العبد المحتاج إلى رحمة الله

محمد عاشق الٰہی بلندشہری

عفا الله عنه وعافاه

وجعل آخرته خير أمن أولاه المدينه المنوره

یکم صفر ۱۳۹۹ھ

آغازِ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصية الإمام الأعظم أبی حنفية النعمان بن ثابت الكوفي رحمه الله

لأجلِ تلامذته قاضي القضاة أبي يوسف الأنصاري رحمه الله.

حضرت امام اعظمؒ کی وہ وصیت جو انھوں نے قاضی ابو یوسفؒ کو فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد و نصلّی علی رسوله الكريم۔

حُكِي عن أبی حنيفة رحمه الله أنه أوصى إلى أبي يوسف رحمه الله بعد أن ظهر له منه الرشد و حسن السيرة و الإقبال على العلم، فقال:

منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے جب (اپنے شاگرد) امام ابو یوسفؒ کے بارے میں یہ محسوس فرمالیا کہ رشد و ہدایت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نواز دیا ہے اور ان کے اخلاق اور سیرت بہترین ہیں اور وہ علم پر پوری توجہ دیتے ہیں تو ان کو خصوصی نصیحتیں فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

۱- یا یعقوبُ! وقِّر السلطان و عظِّم منزلته، و إياک و الكذب بين يديه۔

اے یعقوب! (یہ امام ابو یوسفؒ کا نام ہے) صاحبِ سلطنت کی عزت کرنا اور اس کے مرتبہ کی بڑائی کو سمجھنا اور اس کے سامنے جھوٹ مت بولنا۔

۲- و لا تدخل (و الدخول) عليه في كل وقت و في كل حال مالم يدْعُک لحاجة علمية، فإنک إذا (إن) أكثرت الاختلاف إليه تَهاونَ بک و استخف، و صغُرتْ منزلتک في (عنده) عينه، فكنْ منه كما أنت من النار، تنتفعُ بها و تَتباعدُ عنها، و لا تَدنُ منها فإنک

تحترق و تتأذی منها، فإن السلطان لا یری لأحد ما یری لنفسه.

اور ہر وقت اور ہر حالت میں اس کے پاس مت جانا، جب تک کوئی علمی ضرورت پیش نہ آئے۔ (بادشاہ کے پاس جانے سے پرہیز رکھنا) کیوں کہ جب تم اس کے پاس کثرت سے آنا جانا رکھو گے تو تم کو معمولی آدمی سمجھے گا اور حقیر جانے گا اور اس کی آنکھوں میں تمہاری حیثیت کچھ بھی نہ رہے گی۔ لہٰذا تم بادشاہ سے ایسا معاملہ رکھو جیسے آگ سے معاملہ رکھتے ہو کہ اس سے نفع حاصل کرتے ہوئے دور رہتے ہو، آگ کے قریب نہ جاؤ ورنہ جل جاؤ گے اور آگ سے تم کو تکلیف پہنچے گی (اسی طرح سے بادشاہ سے قریب ہونے سے اذیت کا اندیشہ لازم ہے)۔ اور وجہ اس خاص نصیحت کی یہ ہے کہ بادشاہ جو حیثیت اور مرتبہ اپنا سمجھتا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں سمجھتا۔ (اور زیادہ آنے جانے سے بعض مرتبہ بے تکلفی ہو جاتی ہے اور بادشاہ کی شان کے خلاف کوئی قول یا فعل صادر ہو جائے تو وہ سزا دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے)۔

۳- و إیاک و کثرة الکلام بین یدیه، فإنه یأخذ علیک ما تتفوه به (ماقلته) لیری من نفسه بین یدي حاشیته أنه أعلم منک و أنه یخطئک، و تصغر بذلک في أعین قومه.

اور بادشاہ کے سامنے زیادہ نہ بولنا، کیوں کہ وہ تمہاری گفتگو کی گرفت کرے گا۔ تاکہ وہ اپنے حاشیہ برداروں کو یہ بتائے کہ میں اس سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اور تمہارے کلام کی غلطیاں پکڑے گا اور اس طرح سے تم اس کے درباریوں میں حقیر ہو جاؤ گے۔

۴- و لتکن إذا دخلت علیه تعرف قدرک و قدر غیرک.

اور جب تم بادشاہ کے پاس جاؤ تو اپنی قدر بھی پہچانو اور اپنے علاوہ دوسروں کی بھی قدر کو جانو۔

۵- و لا تدخل علیه و بین یدیه (وعنده) من أهل العلم من لا تعرفه، فإنک إن کنت أدون حالاً منه لعلک تترفع علیه و

يضرّك، و إن كنتَ أعلم منه لعلك تنحطّ عنه و تسقط بذلك عن عين السلطان.

اور اس کے پاس ایسے وقت میں مت جاؤ جب کہ وہاں ایسے اہلِ علم موجود ہوں جن سے تمہاری واقفیت نہ ہو۔ کیوں کہ اگر تم وہاں موجود اہلِ علم سے کمتر ہوئے اور ان کے سامنے تم نے کچھ اپنی علمی بڑائی ظاہر کی تو اس سے تم کو نقصان پہنچے گا۔ اور اگر ان میں کوئی شخص تم سے بڑھ کر عالم ہوا تو ان کے سامنے تم اپنے کو گھٹا کر بات کرو گے اور اس طرح بادشاہ کی نظر سے گر جاؤ گے۔

۶- و إذا عرض عليك شيئاً من أعماله فلا تقبَل منه إلا بعد أن تعلم أنه يَرضاك و يَرضَى مذهبك في العلم و القضايا، كيلا تحتاج إلى ارتكاب مذهب غيرك في الحكومات.

اور جب بادشاہ سرکاری کاموں میں سے کوئی کام تمہارے سپرد کرے تو اس وقت تک قبول نہ کرو جب تک تم کو یقین نہ ہو جائے کہ وہ تم سے اور تمہارے اس مسلک اور مذہب سے راضی ہے، جو تمہارا مسلک اور مذہب، علم اور عدالتی فیصلوں کے بارے میں ہے۔ تاکہ تم کو فیصلوں کے بارے میں دوسروں کا مسلک اختیار نہ کرنا پڑے۔

۷- و لا تواصلْ أولياء السلطان و حاشيته، بل تقرّب إليه فقط.

اور بادشاہ کے دوستوں سے اور حاشیہ برداروں سے تعلّق پیدا مت کرنا، بلکہ جو کچھ نزدیکی ہو وہ بادشاہ ہی سے ہو۔

۸- و تَباعدْ عن حاشيته ليكون محلّك (مجدك) و جاهك باقياً.

اور اس کے حاشیہ برداروں سے دور رہنا، تاکہ تمہارا مرتبہ اور عزت باقی رہے۔

۹- و لا تتكلّم بين يدي العامّة إلا بما تسأل عنه.

اور عوام کے سامنے صرف اسی بارے میں بات کرنا جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے (یعنی عوام میں سے جب کوئی شخص سوال کرے تو بقدرِ ضرورتِ شرعی

جواب دے کر خاموش ہو جاؤ)۔

۱۰- و إیاک و الکلام في المعاملة و التجارة إلا بما یرجع إلی العلم، کیلا یوقَف منک علی رغبة (علی حبّک و رغبتک) في المال، فإنهم یسیؤون الظنّ بک، و یعتقدون میلک (تمیلک) إلی أخذ الرشوة منهم و بسط الید إلیها.

اور دنیاوی معاملات اور تجارت کے بارے میں عوام کے سامنے بات مت کرنا، سوائے ان امور کے جن کا علم سے تعلّق ہو، تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ تم کو مال سے محبت ہے اور اس کی رغبت ہے۔ اگر ان کے دل میں یہ خیال آ گیا تو تمہارے بارے میں بدگمانی کریں گے اور دل میں یہ سمجھیں گے کہ تم رشوت لینے کی طرف متوجہ ہو اور اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کو تیار ہو۔

۱۱- و لا تضحَکْ و لا تبسَمْ فیما بین (بین یدي) العامّة.

اور عوام کے سامنے نہ ہنسو نہ مسکراؤ۔

۱۲- و لا تکثِرِ الخروج إلی الأسواق.

بازاروں میں زیادہ نہ جاؤ۔

۱۳- و لا تکلَّمُ الصبیان المراهقین فإنّهم فتنة و لا بأس أن تکلَّم الأطفال و تمسَح رؤسهم.

اور جو لڑکے قریب البلوغ ہوں ان سے بات نہ کرو کیوں کہ یہ لوگ فتنہ ہیں۔ ہاں چھوٹے بچوں سے بات کرنے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۴- و لا تمشِ في قارعة الطریق مع المشایخ من العامّة، فإنّک إن قدّمتهم أزری ذلک بعلمک، و إن أخرّتهم أزری بک من حیث أنهم أسنّ منک، فإن النّبيّ صلی الله علیه و آله و سلم قال: من لم یوقّر کبیرنا و لم یرحَم صغیرنا فلیس منّا.

اور عوام میں جو بوڑھے لوگ ہیں ان کے ساتھ راستہ کے درمیان مت چلنا،

کیوں کہ اگر ان کو اپنے آگے کرو گے تو اس سے تمہارے علم کی حیثیت گرے گی اور اگر ان کو پیچھے کرو گے تو اس سے تمہاری حیثیت گرے گی، کیوں کہ بوڑھوں کی عزت نہ کرنا ارشاداتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۱۵- ولاتقعُدْ علی قوارع الطریق، فإذا دعاک ذلک فاقعُدْ في المسجد.

اور راستوں میں مت بیٹھنا۔ اگر تم کو اس کی ضرورت ہو (کہ گھر کے علاوہ کسی جگہ بیٹھو) تو مسجد میں بیٹھ جانا۔

۱۶- ولاتقعُدْ علی الحَوَانِیْت.

اور دکانوں پر مت بیٹھنا۔

۱۷- ولاتأکُلْ فی الأسواق والمساجد.

اور بازاروں میں اور مسجدوں میں مت کھانا۔

۱۸- ولاتشرَبْ من السِقَایات ولا من أیدي السَقَّائین.

اور راستوں میں جو سبیلیں لگی ہوں ان سے اور جو لوگ پانی پلاتے پھرتے ہیں ان کے ہاتھوں سے پانی مت پینا (کیوں کہ سبیلوں پر ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اہلِ علم کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ اور جو لوگ پانی پلاتے پھرتے ہیں وہ بھی سب ہی کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہیں۔ عالم غیر عالم میں کوئی فرق نہیں کرتے)۔

۱۹- ولاتلبَسْ الدیباج والحُلِيَ و أنواع الإبْرَیْسَم، فإنّ ذلک یُفضِي بک إلی الرُعُونة.

دیباج کے کپڑے اور زیور اور ریشم کی انواع واقسام استعمال نہ کرنا۔ کیوں کہ ان کا استعمال تجھ کو تکبر میں ڈال دے گا۔

۲۰- ولا تُکثِر الکلام في بیتک مع أھلک في الفراش إلا وقت حاجتک إلیھا بقدر ذلک.

اور اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ بستر میں ہوتے ہوئے زیادہ بات نہ کرنا، بس اتنی ہی بات کرنا جتنی تجھے ضرورت ہو۔

۲۱- ولا تکثر لَمسها و مَسّها.

اور اس کا چھونا اور ہاتھ لگانا زیادہ نہ کرنا۔

۲۲- ولا تَقَرَّبْ إليها إلا أن تذكر الله تعالىٰ (إلا بذكر الله) و تستخير فيه.

اور اس کے قریب مت ہو جانا، مگر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ سے خیر طلب کرنے کے بعد۔

۲۳- ولا تكلّمْ بأمر نساء الغير بين يديها ولا بأمر الجواري، فإنها تَنبسِطُ إليك في كلامك، ولعلّك إذا تكلّمتَ عن غيرها تكلّمتْ عن الرجال الأجانب.

اور دوسروں کی عورتوں کا تذکرہ اور باندیوں کا ذکر اس کے سامنے نہ کرنا، کیوں کہ اگر تو نے ایسا کیا تو وہ تجھ سے بے تکلفی میں بات کرنے لگے گی اور ممکن ہے کہ غیر مردوں کا ذکر اس کی زبان پر آجائے (جو تیرے لیے باعثِ ناگواری ہوگا)۔

۲۴- ولا تتزوَّجْ امرأةً كان لها بعل أو أب أو أم أو ابن أو بنت إن قَدَرْتَ إلا بشرط أن لا يدخل عليها غيرك (أحد) من أقربائها، فإن المرأة إذا كانت ذات مال يَدَّعي أبوها أن جميع مالها له، و أنه عارية في يدها.

اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عورت سے نکاح مت کرنا جس کا پہلے کوئی شوہر رہا ہو، یا جس کا باپ یا ماں موجود ہو یا (اس کے پہلے شوہر سے) کوئی بیٹا بیٹی ہو۔ ہاں اگر یہ ہو سکتا ہو کہ اس کے اقربا میں سے اس کے پاس تمہارے علاوہ کوئی داخل نہ ہو تو اس سے نکاح کرنے میں چنداں مضائقہ نہیں (اس کا مطلب قطع رحمی کرنا نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا کثرت سے آنا جانا نہ ہونا چاہیے)۔ اور وجہ اس ہدایت کی یہ ہے کہ عورت جب پیسہ والی ہوتی ہے (اور اس کا باپ اس کے پاس آتا جاتا

ہے) تو وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جو کچھ مال اس کے پاس ہے وہ میرا ہے۔ اس کو بطور عاریت دیا ہوا ہے (جب وہ ایسا کہے گا تو کشیدگی پیدا ہوگی اور زندگی کا لطف ختم ہو جائے گا)۔

۲۵- ولاتدخُلْ بيت أبويها ماقَدَرْتَ.

اور جہاں تک ممکن ہو تم اپنی بیوی کے والدین کے گھر نہ جانا (شرعی ضرورتیں بہر حال مستثنیٰ ہیں)۔

۲۶- و إياك و أن تَرْضَى بأن تَزِفَ إليك في بيتهم، فإنهم يأخذون أموالك و يعلَمون فيك غاية الطَمَع، ولا تَثبتُ المرأة على سَجِيَتِك و خُلُقِك.

اور اس پر تم کبھی راضی نہ ہونا کہ سسرال میں بیوی کے ساتھ رہنے لگو۔ اگر ایسا کرو گے تو وہ لوگ تمہارے مالوں کو لے لیں گے اور تمہارے (مال کے وصول کرنے کے) بارے میں بہت زیادہ لالچ میں پڑیں گے۔ اور ماں باپ کے گھر رہتے ہوئے عورت تمہاری مرضی کے مطابق اخلاق و عادت اختیار نہ کر سکے گی۔

۲۷- و إياك أن تتزوّج ذات البنين و البنات، فإنها تدّخر جميع مالها (المال) لهم و تسرِق من مالك و تُنفِق عليهم، فإن الولد أعزّ عليها منك.

اور اس بات سے پرہیز کرنا کہ سابقہ بیٹوں اور بیٹیوں والی عورت سے نکاح کرو، کیوں کہ ایسی عورت اپنا مال اپنی والاد کے لیے ذخیرہ بنا کر رکھتی رہے گی اور ساتھ ہی تمہارا مال بھی چرائے گی اور سابقہ اولاد پر خرچ کرے گی۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسے اپنی اولاد (دوسرے ہر فرد کے مقابلہ میں) اور تیرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہوگی۔

۲۸- ولاتَجمَع بين امرأتين في دار واحدة.

اور دو دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع نہ کرنا۔

۲۹- ولاتتزوّج إلا بعد أن تعلم أنك تَقدِر على القيام بجميع حوائجها.

اور اس وقت تک نکاح مت کرنا جب تک اپنے بارے میں یہ یقین نہ ہوجائے کہ تم اس کی تمام ضروریات پوری کرسکو گے۔

۳۰- واطلب العلم أولاً، ثم اجمع المال من الحلال، ثم اشتغلُ بالتزوّج (ثم تزوّج) فإنک إن اشتغلت بطلب المال في وقت التعلّم عَجَزْتَ عن طلب العلم و دعاک المال إلى شراء الجَوَارِي و الغلمان و تشتغل بالدنيا، و إياک أن تشتغل بالنساء قبل تحصيل العلم، فإنه يُضِيع وقتک و يجتمع عليک الولد و يَكثُر عِيالک فتحتاج إلى القيام بحوائجهم (بمَصَالحهم) و تَبقَى عن العلم (و تَترک العلم) و المال.

اور پہلے علم طلب کرو، اس کے بعد حلال مال جمع کرو، پھر شادی کرو۔ کیوں کہ اگر تحصیلِ علم کے زمانہ میں مال طلب کرنے میں لگ گئے تو طلبِ علم سے عاجز ہوجاؤ گے اور مال تم کو لونڈی غلام خریدنے کی دعوت دے گا اور تم دنیا میں لگ جاؤ گے۔ نیز اس بات سے بھی پرہیز کرو کہ تحصیلِ علم سے پہلے عورتوں میں مشغول ہوجاؤ، اگر ایسا کروں گے تو تمہارا وقت ضائع ہوگا اور بچوں کی بہت ساری ذمہ داریاں جمع ہوجائیں گی اور اہل وعیال کی کثرت ہوگی۔ لہٰذا تم ان کی حاجتوں کے پورا کرنے میں لگے رہو گے اور علم اور مال (دونوں) سے رہ جاؤ گے۔

۳۱- واشتغلُ بالعلم في عُنفُوَان شبابک و وقت فَراغ قلبک و خاطرک، ثم بالمال ليجتمع عندک، فإن كثرة الولد و العِيال تشوّش البال، فإذا جمعت المال فاشتغلُ بالتزوّج و عاشِرْ امرأتک على ما بينتُ لک.

اور ایسے وقت طلبِ علم میں مشغول ہونا جب کہ تمہاری جوانی کا ابتدائی دور ہو اور تمہارا دل (علم کے علاوہ دوسرے کاموں سے) فارغ ہو۔ اس کے بعد مال طلب کرنا تاکہ (تھوڑا بہت) جمع ہوجائے (اور تحصیلِ مال اور اہل وعیال کے اشتغال سے پہلے علم حاصل کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ ان چیزوں سے دل جمعی نہیں

رہتی) اور اولاد اور اہل وعیال کی کثرت دل کو تشویش میں ڈالتی ہے۔ جب مال جمع کرلو تو نکاح کرلو اور اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گذارنے کا وہی طریقہ اختیار کرو جو میں نے بیان کیا۔

۳۲- وعليك بتقوى الله و أداء الأمانة و النصيحة لجميع الخاصة و العامة.

اور تم اللہ سے ڈرنے کو اور امانت ادا کرنے کو اور تمام عوام وخواص کی خیر خواہی کو لازم پکڑلو۔

۳۳- و لا تستخفَّ بالناس و وقِّرْهم، و لا تُكثِرْ مُعاشرتهم إلا بعد أن يُعاشِرُوكَ، و قَابِلْ مُعاشرتهم بذكر المسائل حتى أنّ من كان (فإنه إن كان من تُعاشِرُه) من أهله اشتغل بالعلم، و من (و إن) لم يكن من أهله يجتنبك (اجتنبك) و لا يَجِد عليك، بل لا يَحرَم عليك.

اور ایسا رویہ اختیار نہ کرو جس سے لوگوں کی ذلت ہو۔ لوگوں کی عزت کرو اور لوگوں کے ساتھ رہنا سہنا اور ملنا جلنا زیادہ نہ کرو۔ اِلاّ یہ کہ وہ تمہارے ساتھ رہنے سہنے اور ملنے جلنے کو پسند کریں اور ان کے ملنے جلنے کے مقابلہ میں تم ان کو مسائل بتاؤ۔ تاکہ ان میں جو کوئی شخص اہلِ علم ہو وہ علم میں مشغول ہو جائے اور جو شخص اہلِ علم سے نہ ہو (اور مسائل کے ذکر کو پسند نہ کرے وہ) تم سے بچے اور تمہارے اوپر ناراض بھی نہ ہو، بلکہ تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے (کیوں کہ جسے علم نہیں اور علم کا ذوق بھی نہیں وہ اہلِ علم کے پاس اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتا)۔

۳۴- و إياك أن تكلّم العامة في أصول الدين من الكلام (بأمر الدين في الكلام)، فإنهم قوم يُقلّدونك و يشتغلون بذلك.

اور اس بات سے پرہیز کرو کہ عوام کے ساتھ دینی باتوں کو علمِ کلام کے پیرایہ میں بیان کرو۔ کیوں کہ یہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے اور علمِ کلام کی باتوں میں مشغول ہوں گے (جو ان کے لئے مضر ہوں گی)۔

۳۵- و من جاء ک یَستفتیَک في المسائل فلا تُجِب إلا عن سؤ اله و لا تَضمّ إليه غيره، فإنه يتشوّش عليه جواب سؤ اله.

اور جو شخص تمہارے پاس مسائل کے بارے میں فتویٰ لینے آئے اسے صرف سوال کا جواب دینا، جواب کے ساتھ کوئی بات شامل نہ کرنا۔ کیوں کہ اس طرح سے اس کو سوال کا جواب سمجھنے میں پریشانی ہوگی۔

۳۶- وإن بَقيتَ عشر سنين من غير قُوت ولا كَسْب (بلا كَسْب ولا قُوت) فلا تُعرِض عن العلم، فإنک إذا أعرضتَ عنه كانتْ مَعيشتک ضَنْكاً على ما قال تعالىٰ: {وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا} (طٰہٰ:۱۲۴)

اور اگر تم دس سال بھی بغیر خوراک اور بغیر کسبِ معاش رہ جاؤ تب بھی علم کی جانب سے روگردانی نہ کرنا، کیوں کہ اگر تم نے (علم سے) اعراض کیا تو تمہاری روزی تنگ ہو جائے گی۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

{وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا}

اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے بلا شبہ اس کے لیے تنگی کی زندگی ہے۔

۳۷- و أقبلْ مُتفَقِّهيک كأنک اتخذتَ كل واحد منهم ابناً وولداً ليزيدهم (لتزيدهم) رغبةً في العلم.

اور جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف پوری توجہ کرنا اور ان کو اپنے ساتھ اس طرح رکھنا کہ جیسے تم نے ان میں سے ہر ایک کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا۔ تاکہ تمہارا یہ طرزِ عمل ان کی علمی رغبت کے بڑھنے کا سبب ہو۔

۳۸- و من ناقشک من العامّة والسُّوقة فلا تُناقشه، فإنه يُذهِب ماء وجهک.

اور عوام میں سے اور بازاری لوگوں میں سے جو شخص تمہارے ساتھ جھگڑا کرے تم اس سے مت جھگڑنا۔ اگر ایسا کروگے تو تمہاری آبرو جاتی رہے گی۔

۳۹- ولا تحتشِمْ من أحد (أحداً) عند ذكر الحق و إن كان سلطاناً۔

اور حق بات بیان کرتے وقت کسی کی جاہ وحشمت کی پروانہ کرنا، اگرچہ بادشاہ ہو۔

۴۰- ولا تَرضَ من نفسك من العبادات إلا بأكثر ممّا يفعله غيرك ويتعاطاها، فإن العامة إذا لم يَرَوا منك الإقبال على الطاعات بأكثر ممّا يفعلونها يعتقدون فيك السوء و قلّة الرغبة فيها، و يعتقدون أن علمك لاينفعك و لايُفيدك إلا ما أفادهم الجهل الذى فيهم.

تمہارے علاوہ جولوگ عبادات میں مشغول رہتے ہیں تم اپنے نفس کو ان کی عبادات سے زیادہ عبادت میں مشغول کرو۔ جب تک نفس دوسروں سے بڑھ کر عبادت نہ کرے تم اپنے نفس سے راضی نہ ہونا، کیوں کہ عوام جب تمہاری جانب سے عبادات پر اس سے زیادہ توجہ نہ دیکھیں گے، جتنی عبادات وہ خود انجام دیتے ہیں تو وہ تمہارے بارے میں برے خیالات رکھیں گے۔ اور یہ سمجھیں گے کہ تم کو عبادات کی رغبت کم ہے اور ان کا تمہارے بارے میں یہ عقیدہ ہوگا کہ تم کو علم نے صرف اتنا ہی نفع دیا جتنا ان کی جہالت نے ان کو نفع دیا۔ (کیوں کہ جب تم عبادات میں عوام کے برابر رہو گے تو وہ سمجھیں گے کہ جیسے ہم ہیں ویسے یہ ہیں۔ ان کو علم سے کیا فائدہ پہنچا؟)

۴۱- و إذا دخلتَ بلدةً فيها أهل العلم فلا تتخذْها لنفسك، بل كنْ كواحد من أهلهم؛ ليعلموا أنك لا تقصُدُ جاههم و مَنْعَتهم، وإلا (فإنهم) يخرُجون عليك بأجمعهم و يطعنون في مذهبك، والعامّة يخرُجون عليك و ينظرون إليك بأعينهم فتَصِير مطعوناً عندهم بلافائدة.

اور جب تم کسی ایسے شہر میں داخل ہو جس میں اہلِ علم موجود ہوں تو تم اس شہر کو اپنے (جاہ اور منصب اور رفعت) کے لیے اختیار مت کرنا، بلکہ ایک عام آدمی بن کر رہنا، جیسے دوسرے آدمی رہتے ہیں۔ تاکہ وہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ تمہارا مقصد یہ نہیں ہے

کہ ان کی جاہ وعزت (ختم کر کے خود ان کی جگہ) لے لو۔ اگر ان کو ایسا خیال آ گیا تو وہ سب کے سب تمہارے مقابلہ میں آ جائیں گے اور تمہارے مذہب میں طعن کریں گے اور عوام بھی تمہارے مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوں گے اور تم کو (تیز) نظروں سے دیکھیں گے اور اس طرح سے تم بلا فائدہ (خواہ مخواہ) مطعون ہو جاؤ گے۔

۴۲- ولا تُفتِ وإن استفتوک فی المسائل، ولا تُناقشهم في المناظرات والمُطارحات.

اور (اہلِ علم کے ہوتے ہوئے) فتویٰ مت دینا اگر چہ لوگ تم سے مسائل میں استفتا کریں اور اہلِ علم سے مناظرہ، ردّ وقدح اور علمی مقابلہ مت کرنا۔

۴۳- ولا تذکُرْ لهم شيئاً إلا عن دليل واضح.

اور ان کے سامنے کوئی بات ذکر مت کرنا الّا یہ کہ دلیل واضح کے ساتھ بیان کرو۔

۴۴- ولا تطعَن في أساتذتهم، فإنهم يطعَنون فيک لقول الله تعالیٰ: {وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ} الأنعام:۱۰۸

اور ان کے اساتذہ کے بارے میں طعن نہ کرنا کیوں کہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے اوپر طعن کریں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

{وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ}

اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہیں ان کو گالی نہ دو، کیوں کہ پھر براہِ جہل حد سے گذر کر یہ لوگ اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

۴۵- وكنْ من الناس على حَذر.

اور لوگوں سے پرحذر رہنا (ملنے جلنے والوں سے احتیاط رکھنا کہ کوئی دھوکہ نہ دے دے اور نقصان نہ پہنچا دے)۔

۴۶- وكن لله في سرّک كما أنت له في علانيتک، فلا (ولا) يصلح أمر العلم إلا بأن تجعل سره كعلانيته.

اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے اسی طرح تعلّق رکھو جیسا کہ علانیہ طور پر سب کے

سامنے اللہ سے تعلّق رکھتے ہو (خلوت وجلوت میں اخلاص کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہو، ایسا نہ ہو کہ ”چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگری می کنند“ کا مصداق بن جاؤ) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ علم کے تقاضے اس وقت تک صحیح طور پر پورے نہیں ہوتے جب تک ظاہر اور باطن علم کے مطابق نہ ہو۔

۴۷- و إذا ولّاک السلطان عملاً ممّا يصلح لک فلا تقبل ذلک منه إلا بعد أن تعلم أنک لو لم تقبل قبله غيرک و يتضرّر به الناس، و بعد أن تعلم أنه إنما يولّيک ذلک بعلمک.

اور جب بادشاہ تم کو کسی ایسے کام کی ذمہ داری سپرد کرے جو تمہارے حال کے مناسب ہو تو تم اس کو قبول نہ کرنا جب تک یہ نہ جان لو کہ اگر تم قبول نہ کرو گے کہ تمہارے علاوہ دوسرا کوئی (بد خلق اور بے علم) آدمی قبول کرے گا اور اس سے لوگوں کو نقصان پہنچے گا اور اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے پہلے اس بات کا یقینی ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ تم کو تمہارے علم کی وجہ سے ایسی بڑی ذمہ داری سپرد کر رہا ہے۔ (اگر وہ تمہارے علم کا قائل نہ ہو کسی اور وجہ سے عہدہ دینا چاہتا ہو تو قبول نہ کرنا)۔

۴۸- و إياک أن تتکلّم في مجلس النظر على خوف أو وَجَل، فإن ذلک ممّا يوُرِث الخلل في الخاطر (فی الإحاطة) والکلال (اللکن) فی اللسان.

اور مجلسِ مناظرہ میں (جو شرعاً درست ہو) خوف اور مرعوبیت کے ساتھ بات نہ کرنا، کیوں کہ اس سے دل میں آنے والی بات کے اظہار میں خلل واقع ہوتا ہے اور زبان بولنے سے رکتی ہے۔

۴۹- و إياک أن تُکثِر الضِحک، فإنه يميت القلب.

اور زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنا، کیوں کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

۵۰- و لا تُکثِرْ محادثة النساء و مجالستهن، فإنه يُميت القلب.

اور عورتوں کے ساتھ زیادہ گفتگو نہ کرنا اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی کثرت نہ کرنا، کیوں کہ اس سے (بھی) دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۵۱-ولا تمشِ إلا علی الطمانینة والسکون، ولا تکن عَجُولاً في الأمور.

اور اپنی رفتار میں سکون اور اطمینان اختیار کرنا، اور اپنے کاموں میں جلدی مت کرنا۔

۵۲- و من دعاک من خلفک فلا تُجبه، فإن البهائم تُنادَی من خلف.

اور جو شخص تم کو پیچھے سے آواز دے اس کی پکار کی طرف متوجہ مت ہونا، کیوں کہ پیچھے سے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے۔

۵۳-وإذا تکلّمت فلا تُکثِر صِیاحَک ولا ترفعْ صوتک.

اور جب تم گفتگو کرو تو چیخ پکار زیادہ نہ کرو اور اپنی آواز بلند نہ کرو۔

۵۴- واتّخذ لنفسک السکون وقلّة الحرکة عادةً، کي یتحقّق عند الناس شانک (ثباتک).

اور اپنے نفس کے لیے سکون کو اختیار کرو، اعضاو جوارح کو کم سے کم حرکت دو، تا کہ لوگوں کے نزدیک تمہاری شان (متانت اور سنجیدگی) ثابت ہو جائے۔

۵۵-وأکثر ذکر اللہ تعالیٰ فیما بین الناس لیتعلّموا منک ذلک.

اور لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو تا کہ لوگ تم سے ذکر سیکھیں (اور تمہارا کثرتِ ذکر دیکھ کر وہ بھی ذکر کی کثرت کرنے لگیں)۔

۵۶- واتّخذ لنفسک وِرداً خلف الصلوات تقرأ فیها القرآن، وتذکُر اللہ تعالیٰ فیها، وتشکره علی ما أودعک من الصبر وعلی ما أولاک من النِعَم.

اور نمازوں کے بعد اپنے لیے کچھ ورد مقرر کرلو جس میں تم قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اور اس نے صبر کی شان جو تم کو دی ہے اور جو نعمت عطا فرمائی ہے اس پر اس کا شکر ادا کرو۔

۵۷-واتّخذ لنفسک کل شهر أیاماً معدودةً تصوم فیها لیقتدي غیرک بک في ذلک، ولا ترضَ من نفسک من العبادات بما ترضی به العامّة.

اور ہر مہینہ میں چند ایام ایسے مقرر کرلو جن میں روزے رکھا کرو، تاکہ دوسرے لوگ بھی اس میں تمہاری اقتدا کریں اور اپنے نفس سے اتنی عبادت پر راضی نہ ہوجاؤ جس پر عوام اپنے لیے راضی ہوجاتے ہیں۔

۵۸- وازقُبْ (ورَاقِبْ) نفسک و حافِظْ علی الغیر لینتفع من دنیاک و آخرتک بعلمک.

اور اپنے نفس کی نگرانی کرو (تاکہ وہ گناہوں اور لایعنی کاموں میں مشغول نہ ہو جائے) اور دوسروں کی بھی نگرانی کروتاکہ وہ تمہاری دنیا و آخرت (کے اعمال اور اشغال کو دیکھیں) اور تمہارے علم کے ذریعہ نفع حاصل کرسکیں (اور تمہارے پاس آکران کا وقت ضائع نہ ہو)۔

۵۹- ولاتشترِ بنفسک ولاتبع، بل اتّخذ مصلحاً (لک غلاماً مصلحاً) یقوم بأشغالک و تعتمد علیه في أمورک.

اور بذاتِ خود (بازاروں میں) خرید وفروخت نہ کرنا، بلکہ اس کام کے لیے کوئی ایسا شخص تجویز کرلینا جو تمہارے کاموں کو اچھی طرح انجام دے دے اور اس پر تمھیں اعتماد ہو۔

۶۰- ولاتطمئن إلی دنیاک و إلی ما أنت فیه، فإن اللہ تعالیٰ سألک عن جمیع ذلک.

اپنے دنیاوی حالات میں اور تمام امور میں جن میں تم لگے ہوئے ہو مطمئن نہ ہوجاؤ (اور یہ نہ سمجھو کہ میری زندگی ٹھیک گذر رہی ہے، نفس و شیطان سے اندیشہ کرتے رہو اور اپنے احوال اور اعمال کا جائزہ لیتے رہو) کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مشاغل و امور کے بارے میں سوال فرمانے والا ہے جن میں لگے ہوئے ہو۔

۶۱- ولاتشترِ الغِلمان المُرْدَ.

اور بے ریش غلام مت خریدو۔

۶۲- ولا تُظهِر من نفسک التقرّب إلی السلطان و إن قرّبک، فإنهم (فإنه) یرفعون (ترفع) إلیک الحوائج، فإن قمت

بها أهانَک و إن لم تُقمْ بها أعابَک.

اور لوگوں پر یہ ظاہر نہ کرو کہ میں بادشاہ کا مقرب ہوں اگر چہ بادشاہ تم کو اپنے سے قریب کرتا ہو، کیوں کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں لے کر آئیں گے۔ پس اگر تم ان کے کاموں کو بادشاہ کے پاس لے جاؤ گے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا اور اگر تم نے ان کی ضرورتیں بادشاہ تک پہنچائیں تو تمہارا یہ عمل (مقرب ہونے کا دعویٰ کرنا اور پھر حاجتیں بادشاہ تک پہنچانے سے گریز کرنا) تم کو عیب دار بنادے گا (لوگ کہیں گے کہ یہ جھوٹ موٹ بادشاہ سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور کر کچھ بھی نہیں سکتے)۔

۶۳- و عُدّ نفسک منهم إلا في فنک و هو العلم.

اور تم اپنے نفس کو عام مسلمانوں میں شمار کرو، ہاں جو تمہارا خاص فن ہے یعنی علم (اس میں اپنی علمی اور عملی خصوصی ذمہ داری کا احساس رکھو)۔

۶۴- و لا تتبع الناس بالخطايا (فی خطئهم) بل اتبعهم فی صوابهم.

اور خطاؤں میں لوگوں کا اتباع نہ کرو بلکہ صحیح اور درست کاموں میں ان کا اتباع کرو (اس سے امورِ انتظامیہ دنیاویہ مراد ہیں)۔

۶۵- و إذا عرفت إنساناً بالشرّ فلا تذكُرْ ذلک منه (فلا تذكره به)، بل اطلب له (منه) خير أفاذكره به إلا في باب الدين، فإن من (فإنک إن) عرفتَ منه ذلک في دينه فاذكره للناس كي لا يتبعوه و يحذَروه، فإن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: اذكر الفاجر بما فيه كي يحذره الناس.

اور جب تمھیں معلوم ہو کہ فلاں شخص اچھا آدمی نہیں ہے تو اس کی برائی کا تذکرہ نہ کرنا، بلکہ اس کے اندر کوئی خیر تلاش کر لینا اور اس کا تذکرہ اسی خیر کے ساتھ کرنا، ہاں دینی معاملات میں اس کے شر کا تذکرہ کر دینا چاہیے (یعنی) جس شخص کے بارے میں تمھیں معلوم ہو کہ وہ علانیہ طور پر شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو لوگوں کے سامنے

اس کا ذکر کردو (کہ اس کا یہ طریقہ گناہ گاری کا ہے) تا کہ لوگ اس کا اتباع نہ کریں اور اس سے بچیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے اندر جو خرابیاں ہیں ان کو بیان کردو تا کہ لوگ اس سے بچ جائیں۔

۶۶-و إذا كان ذا جاه و منزلة من (الذی) ترى منه الخلل فى الدين فاذكر ذٰلک و لا تبال من جاهه، فإن الله عزّ و جل معينک و ناصرک و ناصر الدين، فإذا فعلتَ ذلک مرةً هابوک، ولم يتجاسر أحد على إظهار البدعة في الدين بين يديک و في بلدک، و سلّطُ العامة عليه في ذلک ليقتدروا بک فى الجدّ في الدين.

اور جب کسی ایسے شخص میں دینی خلل دیکھو جو دنیاوی اعتبار سے صاحبِ جاہ اور صاحبِ مرتبہ ہو تو اس کی (بھی) اس خرابی کا تذکرہ کردو اور اس کی جاہ اور بڑائی کی کوئی پرواہ نہ کرو، کیوں کہ اللہ عز وجل تمہارا مددگار ہوگا اور اپنے دین کی مدد فرمائے گا۔ جب تم (ہمت کرکے) ایک مرتبہ ایسا کر گذروگے تو لوگ تم سے ڈریں گے اور کوئی شخص بھی تمہارے سامنے اور تمہارے شہر میں دین میں بدعت ظاہر کرنے کی جرأت نہ کرے گا اور اس قسم کے آدمی پر عوام مسلّط کردو تا کہ وہ دینی جد وجہد میں تمہارا اتباع کریں۔

۶۷-و إذا رأيتَ من سلطانک مالا يوافق العلم فاذكر ذلک مع طاعتک إياه، فإن يده أقوى من يدک، تقول له: أنا مطيع لک في الذی أنت مسلّط فيه عليَ، غير أني أذكر من سيرتک مالا يوافق العلم، فإذا فعلتَ ذلک مع السلطان مرة واحدة كفاک، لأنک إذا واظبت عليه ودمتَ لعلهم يقمَعونک فيكون فی ذلک قَمْع الدين، وافعل ذٰلک مرة أو مرتين ليعرف منک الجدّ في الدين والحرص في الأمر بالمعروف، فإذا فعلت ذلک مدة بحيث عرف الناس منک ذٰلک الجدّ، ثم رأيت مرة أخرى ذلک، فادخل عليه وحدک و دارِه في دارِهٖ وانصحْه فى الدين وناظرْه إن كان مبتدعاً،

و إن کا سلطاناً فاذ کرہ لہ مایحضرک من کتاب اللہ و سنۃ رسولہ، فإن قبل ذلک منک و إلا فسئل اللہ أن یحفظک عن ظلمہ.

اور جب تم اپنے بادشاہ کے عمل میں کوئی ایسی چیز دیکھو جو علم شرعی کے موافق نہ ہو تو تم اپنی فرماں برداری اس سے ظاہر کرتے ہوئے اس سے اس کا تذکرہ کردو (اور بتادو کہ یہ طریقہ شرعاً درست نہیں، اور فرماں برداری ظاہر کرنے کی ضرورت اس لیے ہے) کہ اس کا ہاتھ تمہارے ہاتھوں سے قوی ہے (اگر اعتراض اور تنقید کا رخ اختیار کر کے بات بتاؤ گے تو وہ تم کو تکلیف دے گا اور تمہاری دینی بات رد کردے گا، اس لیے) بات کہنے کا طرز یوں اختیار کرو کہ جن امور میں آپ کا مجھ پر تسلّط ہے میں ان میں آپ کا فرماں بردار ہوں، لیکن میں آپ کے احوال اور اعمال میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو علم کے موافق نہیں ہے۔ جب تم ایک مرتبہ بادشاہ کے ساتھ اس طرح کہنے کا معاملہ کرلو تو اس کو کافی سمجھو (بار بار اسی بات کو مت کہو)، کیوں کہ اگر کسی ایک معاملہ میں بار بار کہتے رہو گے تو اس کے درباری تمہارے اثر اور مقبولیت کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کریں گے (اگر انھوں نے ایسا کیا تو تمہارے زیرِ اثر جو لوگ دین اختیار کیے ہوئے ہیں ان میں دین داری ختم ہوجائے گی) اور اس ماحول میں دین کی بیخ کنی ہوگی۔

یہ نصیحت ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کردو، تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ تم دینی جد و جہد والے ہو، اور یہ کہ تم کو امر بالمعروف کی حرص ہے۔ جب تم ایک مرتبہ ایسا کرگذرو جس سے لوگ تمہاری جد و جہد کو پہچان لیں اور پھر اس کے بعد بادشاہ کو نصیحت کرنے کی ضرورت محسوس کرو تو اس کے پاس تنہا چلے جاؤ اور اس کے گھر میں اس کی دل داری کرو اور اس کی دینی خیر خواہی کرو (یعنی اس کو خیر خواہانہ طور پر دینی باتیں بتاؤ اور دینی تقاضے سمجھاؤ) اور اس سے مناظرہ کرو اگر بدعتی ہو، اور بادشاہ کو نصیحت کرنا ہو (تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے) اس کے سامنے وہ سب بیان کردو جو تم کو کتاب اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے یاد ہو۔ اگر وہ قبول کرلے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ تم کو ظالم سے محفوظ رکھے۔

۶۸- واذكر الموت واستغفر للأستاذين (لأساتذك) ومن أخذت منهم الدين (العلم).

اور موت کو یاد کرو اور استاذوں کے لیے اور ان سب لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرو جن سے تم نے دین حاصل کیا ہے۔

۶۹- وداوم على قراءة القرآن (التلاوة).

ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو۔

۷۰- وأكثر من زيارة القبور والمشايخ والمواضع المباركة.

قبروں کی اور مشائخ کی اور مبارک مواضع کی کثرت سے زیارت کیا کرو۔

۷۱- واقبل من العامّة مايعرضون عليك من رؤياهم في النبي صلّى الله على وسلم وآله وسلّم و في رؤيا الصالحين في المساجد والمنازل المباركة والمقابر.

اور عوام میں سے جو لوگ تم سے مساجد میں اور متبرک مقامات اور مقابر میں ملاقات کریں اور تم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اور نیک بندوں کے بارے میں اپنے خوابوں کا ذکر کریں تو تم ان کی اس بات کو مان لینا۔ (یعنی ان کی تکذیب نہ کرنا اور ان کی بات کو غلط نہ کہنا، ہاں اگر شرعی ضرورت سے کچھ کہنا یا اصلاح کرنا ضروری ہو تو اس سے دریغ نہ ہو)۔

۷۲- ولاتجالس أحداً من أهل الأهواء إلا على سبيل الدعوة إلى الدين والصراط المستقيم.

اور اہلِ اہوا (جو بدعتِ اعتقادی یا عملی میں مبتلا ہوں) ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ کرنا۔ الّا یہ ہے کہ دین کی طرف دعوت دینے اور صراطِ مستقیم کی راہ بتانے کے لیے ان کے پاس جانا پڑے۔

۷۳- ولاتُكثِرْ اللعن والشتم.

اور لعنت اور سب و شتم کا استعمال نہ رکھنا۔

۷۴- و إذا أذَن المؤذِن فتأهَبْ لدخول المسجد كيلا يتقدَم عليك العامَة.

اور جب مؤذن اذان دے تو مسجد میں داخل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ تا کہ عوام تم سے پہلے نہ پہنچ جائیں۔

۷۵- ولا تتخذ دارك في جوار السلطان.

اور اپنا گھر بادشاہ کے پڑوس میں نہ بنائیو۔

۷۶- و ما رأيتَ على جارك فاسترْه عليه فإنه أمانةٌ عندك ولا تُظهِرْ أسرار الناس.

اور جو کوئی بات اپنے پڑوسی کی (نا قابلِ اظہار) دیکھو اس کی پردہ پوشی کرو، کیوں کہ یہ تمہارے پاس امانت ہے اور (پڑوسی کے علاوہ) دوسرے لوگوں کے پوشیدہ حالات بھی ظاہر نہ کرو۔

۷۷- و مَن استشارك في شيء فأشرْ عليه بما تعلم أنه يقرِبك إلى الله تعالىٰ، و اقبل وصيتي هذه فإنك تنتفع بها في أولاك و أُخراك إن شاء الله تعالىٰ.

اور جو کوئی شخص تم سے کسی بھی چیز میں مشورہ طلب کرے تو اس کو وہ مشورہ دو جس کے بارے میں تم کو یقین ہو کہ یہ مشورہ تم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا (یعنی وہ مشورہ دو جو تمہارے نزدیک بالکل درست ہو، اس میں کسی قسم کی مشورہ لینے والے کے حق میں بدخواہی نہ ہو، جس میں اس کا فائدہ ہو وہی مشورہ دو) یہ میری وصیّت قبول کرو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تم کو دنیا و آخرت میں کام دے گی۔

مزید سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت امام اعظمؒ نے ارشاد فرمایا کہ

۷۸- و إياك و البخل فإنه يفتضح لديه (يبغض به) المرء.

بخیل بننے سے گریز کرنا، کیوں کہ بخیل آدمی رسوا ہو جاتا ہے (اور لوگ اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں)۔

۷۹- ولا تکنْ طمَاعاً ولا کذّاباً ولاصاحب تخالیط، بل احفظ مروءتک في الأمور کلها۔

اور لالچی نہ بننا، نہ جھوٹا بننا اور نہ ایسی باتیں کرنا جو لوگوں کو چکر میں ڈالنے والی ہوں، بلکہ اپنی مروت کو تمام امور میں محفوظ رکھنا۔

۸۰-والبس من الثیاب البِیض في الأحوال کلها.

اور تمام حالات میں سفید کپڑے پہننا۔

۸۱- و کن غنيَ القلب مظهراً من نفسک قلّة الحرص والرغبة في الدنیا و أظهر من نفسک الغنی ولا تُظهِرْ الفقر و إن کنتَ فقیراً.

اور ہمیشہ اپنے دل کو غنی رکھنا اور لوگوں کے سامنے اپنے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ تم حریص نہیں ہو اور دنیا کی رغبت نہیں رکھتے ہو (بلکہ) اپنے بارے میں غنی ہونے کو ظاہر کرنا اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دینا اگرچہ تنگ دستی ہو۔

۸۲-و کن ذا همّة، فإن من ضعفت همّته ضعفت منزلته.

اور تم ہمت والے بننا، کیوں کہ جس کی ہمت کمزور ہو اس کا مرتبہ بھی کمزور ہوتا ہے (یعنی ایسا شخص بلند مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا)۔

۸۳- و إذا مشیتَ في الطریق فلا تلتفتْ یمنة و یسرة (یمیناً ولا شمالاً)، بل داوم النظر إلی الأرض.

اور جب راستہ میں چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو، بلکہ نظر زمین کی طرف رکھو۔

۸۴- و إذا دخلتَ الحمّام فلا تساو (فلا تنادمْ) الناس في المجلس و أجرة الحمّام، بل رجِّح علی ما تُعطِي العامّة لتُظهِر مروءتک بینهم فیعظّمونک.

اور جب تم حمام میں داخل ہو تو بیٹھنے کی جگہ اور حمام کی اجرت میں لوگوں کے ساتھ برابری اختیار مت کرنا (یعنی بیٹھنے میں عام آدمیوں کی جگہ اختیار مت کرنا اور جتنے پیسے عوام الناس حمام کی اجرت میں دیں تم اس میں برابری مت کرنا) بلکہ عوام جو کچھ دیں تم اس سے بڑھ کر دینا، تا کہ ان کے درمیان تمہاری سیر چشمی ظاہر ہو جس سے

وہ تم کو لائقِ تعظیم آدمی سمجھیں۔

۸۵- ولا تسلّم الأمتعة إلى الحائک و سائر الصناع، بل اتّخذ لنفسک ثقةً يفعل ذلک.

اور اپنا مال و متاع کپڑا بننے والے اور کسی بھی قسم کی دست کاری کا پیشہ رکھنے والوں کے حوالہ خود مت کرنا (یعنی ان لوگوں کے پاس جانے کی ضرورت ہو تو خود نہ جانا اور نہ خود ان سے معاملات طے کرنا) بلکہ اپنے لیے کوئی ایسا آدمی تجویز کر لینا جس پر بھروسہ ہو، وہ ان کاموں کو انجام دے دیا کرے۔

۸۶- ولا تُماكس بالحبّات والدوانيق.

اور لوگوں سے تھوڑا (بہت ذرا سا) بھی ٹیکس نہ لینا۔

۸۷- ولا تَزِن الدراهم بنفسک بل اعتمد على غيرک.

اور دراہم خود وزن نہ کرنا بلکہ (یہ کام کسی بھروسہ والے آدمی کے سپرد کرنا اور) اس بارے میں دوسروں پر بھروسہ کرنا۔

۸۸- وحقّر الدنيا المحقرة عند اهل العلم، فإن ما عند الله (ماعندک) خير منها.

اور دنیا کو حقیر جانو جو اہل علم کے نزدیک حقیر ہے، کیوں کہ اللہ کے نزدیک (اہل علم کے لیے) جو کچھ ہے وہ اس دنیا سے بہتر ہے۔

۸۹- ووَلِّ أمورک غيرک ليمكنک الإقبال على العلم وذٰلک أحفظ لجاهک.

اور اپنے ذاتی کام اور انتظامی امور کسی دوسرے شخص کے حوالہ کرو تا کہ تم علم پر پوری طرح متوجہ ہو سکو اور اس سے تمہاری عزت بھی خوب اچھی طرح محفوظ رہے گی۔

۹۰- وإياک أن تكلّم المجانين ومن لايعرف المناظرة والحجة من أهل العلم، والذين يطلبون الجاه، ويسوقون (يستغفرون) بذكر المسائل فيما بين الناس، فإنهم يقصدون (يطلبون) تخيلک (تخجيلک) ولايبالون منک وإن عرفوک في الحق.

اور دیوانوں سے بات کرنے سے پرہیز کرنا اور ان لوگوں سے بات مت کرنا جو اہل علم ہوتے ہوئے مناظرہ کے طریقہ اور اظہار دلیل کے سلیقہ سے واقف نہ ہوں، اور ان لوگوں سے بھی بات نہ کرنا جن کا مقصد (کوئی علمی فائدہ حاصل کرنا نہیں بلکہ) وہ طلب جاہ کے لیے بحث کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان (اسی مقصد سے) مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کیوں کہ بحث کرنے سے ان کا مقصد یہ ہوگا کہ تمہاری آبرو خراب کریں اور تم کو شرمندہ کریں اور اس بارے میں وہ تمہاری کوئی پرواہ نہیں کریں گے اگرچہ ان کو اس بات کا یقین ہوگا کہ تم حق پر ہو۔

۹۱- وإذا دخلت علی قوم کبار فلا تترفع (فلا ترتفع) علیهم مالم یرفعوک، لئلا یلحقک منهم أذیة.

اور جب تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ جو تم سے بڑے ہوں تو ان کے ہوتے ہوئے اس وقت تک (نشست وغیرہ میں) برتری اختیار مت کرنا جب تک کہ وہی تم کو برتری نہ دیں، اگر اس پر عمل کروگے تو ان سے اذیت نہ پہنچے گی۔

۹۲- وإذا کنت فی قوم فلا تتقدّم علیهم فی الصلاة مالم یقدموک علی وجه التعظیم.

اور جب تم کسی جماعت کے اندر موجود ہو تو نماز پڑھانے میں ان سے آگے مت بڑھنا، جب تک وہ خود ہی تم کو بطور اکرام آگے نہ بڑھائیں۔

۹۳- ولا تدخل الحمّام إلا وقت الظهیرة أو بالغداة.

اور حمام میں دوپہر یا صبح کے اوقات کے علاوہ داخل مت ہونا۔

۹۴- ولا تخرج إلی النظارات، ولا تحضر مظالم السلاطین إلا بعد أن تعرف أنک إذا قلت شیئا ینزلون علی قولک فی الحق، فانهم إن فعلوا مالا یحل وانت عندهم وبما لا یمکنک (لا تملک) منعهم ویظن الناس أن ذلک حق لسکوتک فیما بینهم وقت الإقدام علیه.

اور عوامی تفریح گاہوں میں مت جانا اور بادشاہوں کے مظالم کے مواقع میں حاضر مت ہونا، ہاں اگر یہ یقین ہو جائے کہ جب تم کچھ (نصیحت کے طور پر) کہو گے تو وہ تمہارے قول حق کو مان کر ظلم سے باز آجائیں گے تو ان کے پاس اس موقع پر جاسکتے ہو، اگر اس کا یقین نہ ہو تو (ان کے مواقع ظلم میں ان کے پاس نہ جاؤ) کیوں کہ اگر تمہاری موجودگی میں انہوں نے وہ کام کیا جو حلال نہیں ہے تو ممکن ہے تم ان کے منع کرنے پر قادر نہ ہو، اور لوگ یہ خیال کر لیں کہ ان کا فعل صحیح ہے اور دلیل یہ بنالیں کہ جس وقت انہوں نے وہ فعل کیا اس وقت تم موجود ہوتے ہوئے خاموش رہے (اگر ایسا ہوگا تو تم خرابی پھیلنے کا ذریعہ بنو گے)۔

۹۶- وإياو الغضب في مجلس العلم.

اور مجلس میں غصہ سے پرہیز کرنا۔

۹۷- ولا تقص على العامة فإن القاصّ لا بدّ له من الكذب.

اور عوام کے سامنے وعظ گوئی مت کرنا کیوں کہ عوام میں وعظ کہنے کے لیے جھوٹ بولنا ضروری ہے۔

۹۸- وإذا أردت اتخاذ مجلس لأحد من أهل العلم، فإن كان مجلس فقه فاحضره بنفسك واذكر منه ماتعلمه والاّ فلا، كيلا يغترّ بحضورك فيظنون أنه على صفة ودرجة من العلم ليس هو على تلك الصفة، فإن كان يصلح للفتيا فاذكر ذلك منه، وإلا فلا تقعد أنت ليدرّس بين يديك، بل اترك عنه من أصحابك ثقة ليخبرك بكيفية كلامه وكميّة علمه.

اور جب تم اہل علم میں سے کسی کے لیے مجلس منعقد کرو تو دیکھو اگر وہ فقہ کی مجلس ہے تو بذات خود وہاں حاضر ہو جاؤ اور اس میں تمہارے علم کے موافق جو باتیں درست ہوان کو آگے بیان کر دو اور اگر وہ شخص صاحب فقہ نہ ہو بلکہ عوامی قسم کا واعظ ہو، تو اس کے لیے مجلس منعقد نہ کرو اور تم بھی وہاں اس کی مجلس میں حاضر نہ ہو؛ تا کہ لوگ تم کو وہاں دیکھ کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور اس شخص کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ وہ علمی

حیثیت سے اونچے درجہ کا آدمی ہے حالاں کہ وہ ایسا نہیں۔ اور اگر کوئی ایسا اہل علم ہو جوفتوی دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو تم لوگوں سے اس کا تذکرہ کر دو اور اس کی مجلس میں بیٹھ جاؤ، اور اگر اس میں ایسی صلاحیت نہیں ہے تو اس کی مجلس میں نہ بیٹھنا تاکہ تمہارے سامنے درس دے، بلکہ اس کے پاس اپنے معتبر اصحاب میں سے کسی کو چھوڑ دو تاکہ وہ تم کو اس کی گفتگو کے ڈھنگ اور اس کے علم کی مقدار سے باخبر کر دے۔

۹۹- ولاتحضر مجالس الذكر أومن يتخذ مجلس عظة بجاهك وتزكيتك له، بل وجه اهل محلتك وعامتك الذين تعتمد عليهم مع واحد من اصحابك.

اور ''اہل بدعت کی'' مجالس ذکر میں اور ایسے شخص کی مجلس میں حاضر مت ہونا جو اپنی وعظ کی مجلس کو تمہارے جاہ و مرتبہ اور تمہارے تزکیہ کے ذریعہ مشہور کرنا چاہتا ہو، بلکہ ایسے شخص کی مجلس میں اپنے محلہ والوں کو اور ان عوام کو بھیج دو جن پر تم کو بھروسہ ہو، اور ان کے ساتھ اپنا ایک شاگرد بھی کر دو (تاکہ یہ لوگ تمہیں صحیح صورت حال بتادیں)۔

۱۰۰- وفوّض امر الخطبة فى المناكح إلى خطيب ناحيتك، وكذالك الصلاة على الجنائز والعيدين، ولاتنسنى فى صالح دعائك، وأقبل هذه الموعظة منى، فإنى إنما اوصيك لمصلحتك ومصلحة المسلمين، آخر الوصية.

اور نکاحوں کے خطبے پڑھنے (یعنی نکاح پڑھانے کا کام) اپنے علاقہ کے خطیب کے سپرد کر دینا (خود اس کام میں نہ لگنا)۔ نیز جنازوں اور عیدین کی نمازیں بھی ان لوگوں کو پڑھانے دینا جن کے سپرد یہ کام کیے جاچکے ہیں۔ اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کرنا۔ میری یہ نصیحت قبول کرو کیوں کہ یہ ایسی وصیت ہے جس میں تمہاری اور عامۃ المسلمین کی مصلحت ہے۔

تمت وبالخير عمّت وصية الإمام الأعظم ابى حنيفة النعمان لأجل تلامذته ابى يوسف يعقوب بن ابراهيم قاضى القضاة رحمهما الله

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وصیت بنام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تمام ہوئی۔

وصية الإمام أبي حنيفة رحمه الله
لتلميذه يوسف بن خالد السمتي البصري رحمه الله

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وصیت جو انھوں نے اپنے شاگرد یوسف بن خالد سمتی بصری رحمہ اللہ کو فرمائی:

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد أن أخذ يوسف بن خالد السمتي العلم عن أبي حنيفة رحمه الله وأراد الرجوع إلى بلدة البصرة، استأذن أبا حنيفة رحمه الله في ذلك، فقال له أبو حنيفة رحمه الله حتى أُزَوِّدك بوصية فيما تحتاج إليه في معاشرة الناس، ومراتب أهل العلم، وتأديب النفس، وسياسة الرعية، ورياضة الخاصّة والعامة وتفقّد أمر العامة، حتى إذا خرجت بعلمك كان معك آلة تصلح له وتزينه ولا تشينه.

حضرت یوسف بن خالد سمتی رحمہ اللہ (بصری) نے جب حضرت امام ابوحنیفہؒ سے علم حاصل کرلیا اور اپنے شہر بصرہ کو واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے واپسی کی اجازت چاہی، حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا: (جانے میں جلدی نہ کرو کچھ انتظار کرو) یہاں تک کہ میں تم کو ایسی وصیت کا توشہ دے دوں جس کی تم کو لوگوں سے میل ملاقات رکھنے اور اہل علم کے مرتبے پہنچاننے اور اپنے نفس کو آداب زندگی پر ڈالنے اور ماتحتوں سے مناسب طریقہ پر برتاؤ کرنے اور عوام وخواص کے ساتھ ٹھیک معاملہ رکھنے اور لوگوں کے حالات سے باخبر رہنے میں ضرورت پڑے گی۔ میری وصیت کو لے کر جب تم نکلو گے تو تمہارے ساتھ ایک ایسا آلہ ہوگا جس کی علم کو ضرورت ہے اور جو علم کو چار چاند لگائے گا اور اسے عیب دار ہونے سے محفوظ رکھے گا۔

واعلم أنك متى أسأت معاشرة الناس صاروا لك أعداء،

وان كانوا لک آباءً وأمهات، ومتى أحسنتَ معاشرة قوم ليسوا لک بأقرباء صاروا أمّهات وآباءً.

(سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا) کہ خوب سمجھ لو! جب تم لوگوں سے برا برتاؤ کروگے تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اگر چہ پہلے سے تمہارے لیے ماں باپ کی طرح بنے ہوئے ہوں، اور جب تم خوبی کا برتاؤ رکھو گے تو لوگ تمہارے لیے ماں باپ کی طرح ہو جائیں گے۔

اگر چہ پہلے سے تمہارے اور ان کے درمیان کوئی رشتہ درار ی کا تعلق نہ ہو۔

ثم قال لي: اصبِرْ حتى أفرغ لک نفسي، وأجمع لک همّي، وأعرّفک من الأمر تحمدني في نفسک عليه، وما توفيقي إلا بالله.

فلما مضى الميعاد أخلى نفسه فقال: أنا أكشف لک عما تعرّضتَ له.

اس کے بعد فرمایا کہ صبر کرو یہاں تک کہ میں تم کو تفصیلی وصیت کرنے کے لیے فرصت کا وقت نکال لوں اور اپنے فکر کو تمہاری طرف پورا لگا سکوں اور تم کو ایسی بات بتادوں جس کی جہ سے تم اپنے دل میں میرے شکر گذار ہو گے۔ وما توفیقی إلا باللہ۔ (حضرت یوسف بن خالد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) جب اتنا وقت گذر گیا، جس کے گذر جانے پر وصیت فرمانے کا وعدہ کیا تھا تو مجھ کو تنہائی میں وقت دیا اور فرمایا کہ میں اب تم کو وہ سب باتیں کھول کر بتادیتا ہوں جن کے لیے میں تمہارے واپس جانے میں آڑ لگانے والا بنا۔

كأني بک وقد دخلت البصرة، وأقبلت على من يخالفوننا بها، ورفعت نفسک عليهم، وتطاولتَ بعلمک لديهم، وانقبضتَ عن معاشرتهم ومخالطتهم، وخالفتهم وخالفوک، وهجرتهم وهجروک، وشتمتهم وشتموک، وضلّلتهم وضلّلوک وبدّعوک، واتصل الشين بنا وبک، فاحتجت إلى الانتقال عنهم والهَرَب منهم، وهذا ليس من رأى، لأنه ليس بعاقل من لم يُدارِ مَن ليس له مِن مداراته بدّ، حتى يجعل الله مخرجا.

وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے جب کہ تم بصرہ میں داخل ہو گے اور ہمارے مخالفین تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت تم اپنے نفس کو (علم کے غرور میں) ان کے مقابلہ میں بلند کرو گے اور اہل علم کے ذریعہ ان کے سامنے بطور فخر بڑھ چڑھ کر بولنے والے بنو گے (جس کے نتیجہ میں یہ ہوگا کہ) تم ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور ساتھ رہنے سے دل برداشتہ ہوجاؤ گے، تم ان کے مخالف ہو گے، اور وہ تمہارے تم ان سے قطع تعلق کرو گے اور وہ تم سے، تم ان کو خراب لفظوں سے یاد کرو گے اور وہ تم کو تم ان کو گمراہ بتاؤ گے اور وہ تمہارے راستہ کو غلط کہیں گے اور تم کو بدعت کی طرف منسوب کریں گے، اس سب کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم اور تم دونوں کی ذاتوں کو عیب لگے گا اور آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ان لوگوں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جانے اور بھاگ جانے پر مجبور ہو گے، لیکن یہ کوئی صحیح رائے نہیں ہے (کہ آدمی) ایسے حالات پیدا کرلے کہ جن کی وجہ سے عوام اور خواص میں رہ اور ٹھہر نہ سکے، ہوشیاری اور سمجھ داری کی بات یہ ہے کہ میل جول رکھنے کی کوشش کرتا رہے) کیوں کہ وہ عقل مند نہیں ہے جو ایسے شخص کے ساتھ نبھانے کا خیال نہ رکھے جس کے ساتھ نبھانا ضروری ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی اس کے لیے کوئی راستہ نکالے۔

إذا دخلتَ البصرة استقبلک الناس و زاروک وعرفوا حقک، فأنزِل کل رجل منهم منزلته، وأکرِمْ أهلَ الشرَف، وعظِّمْ أهلَ العلم، ووقِّرْ الشیوخ، ولاطِفُ الأحداث، وتَقَرَّبْ من العامَة، و دار الفجارَ، واصحَبْ الأخیار، ولا تتهاوَنْ بالسلطان، ولا تحقِرنَ أحداً، ولا تقصُرنَ فی إقامة مروءتک، ولا تُخرِجنَ سرَّک إلی أحد، ولا تثِقنَ بصُحبة أحد حتی تمتحنه، ولا تُصادِقْ خسیساً ولا وضیعاً، ولا تألفنَ ماینکر علیک في ظاهرک، وإیاک والانبساط إلی السفهاء، ولا تُجیبنَ دعوةً ولا تقبَلنَ هدیةً، وعلیک بالمداراة والصبر والاحتمال وحسن الخُلق ووسعة الصدر، واستجد

ثيابک، و استفرِهْ دابتک، وأكثر استعمال الطيب، واجعل لنفسک خلوةً ترُمّ بها حوائجک، وابحَث عن أخبار حَشَمک، وتقدَمْ في تأديبهم وتقويمهم، واستعملْ في ذلک الرفق، ولاتُكثِرْ العتاب فيُهوّن العذل، ولاتَلِ تأديبهم بنفسک فإنه أبقى لحالک، و حافِظْ على صلواتک، و ابذل طعامک، فإنه ما ساد بخيل قط، ولتكنْ لک بِطانةٌ تُعرفک أخبار الناس، فمتى عرفتَ بفساد بادرتَ إلى إصلاحه، ومتى عرفتَ بصلاحٍ ازددتَ فيه رغبةً وعنايةً، وزُرْ من يزورک و من لا يزورک، و أحسن إلى من يحسن إليک أو يسيئ، خُذ العفو وأمر بالعرف و تغافل عما لايعنيک، و اترک كل من يُؤْذيک، و بادِرْ في إقامة الحقوق، و من مَرِض من إخوانک فعُده بنفسک و تُعاهده بِرُسُلک، و من غاب منهم افتقدتَ أحواله، و من قعَد منهم عنک فلاتقعُد أنت عنه، وصل من جفاک، و أكرم من أتاک، واعف عمن أساء إليک، و من تكلّم فيک بالقبيح فتكلّم فيه بالحسن والجميل، و من مات منهم قَضَيْتَ حقّه، و من كانت له فرحة هنّأته بها، و من كانت له مصيبة عزّيته عنها، ومن أصابته جائحة توجّعتَ بها، ومن استنهضک بأمر من أموره نهَضت له، و من استغاثک فأغِثْه و من استنصرک نصرتَه، وأظهِر تودداً إلى الناس ما استطعتَ، وافشِ السلام ولو على قوم لِئام، ومتى جمَع بينک وبين غيرک مجلس أو ضمَّک و إياهم، و جرت المسائل و خاضوا فيها بخلاف ماعندک، لا تُبدِ لهم منک خلافاً.

جب تم بصرہ میں داخل ہو گے لوگ تمہارا استقبال کریں گے اور تمہاری زیارت کو آئیں گے اور تمہارا حق پہچانیں گے۔ اس وقت ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق

جگہ دینا اور شریفوں کی عزت کرنا، اہلِ علم کی تعظیم کرنا، بوڑھوں کی توقیر کرنا، نوعمروں سے لطف کے ساتھ پیش آنا، عوام سے نزدیک ہونا، بدکرداروں کی مدارات (یعنی دل داری) کرنا، اچھے آدمیوں کی صحبت اختیار کرنا، صاحبِ اقتدار (بادشاہ قاضی وغیرہ) کے متعلق (قول وعمل سے) اس طرح پیش نہ آنا جس سے وہ معمولی آدمیں سمجھے جائیں، کسی کو حقیر مت سمجھنا، مروت میں کوتاہی نہ کرنا، اپنا بھید کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا، کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کے بھروسہ نہ کرنا، کسی کمینہ اور خسیس آدمی سے دوستی نہ کرنا، جو چیز تمہارے ظاہر حال کے متعلق نامناسب سمجھی جاتی ہو اس سے الفت نہ رکھنا، بے وقوفوں سے بے تکلفی نہ برتنا، دعوت اور ہدیہ قبول نہ کرنا۔ [1] مدارات، صبر، برداشت، خوش خلقی، سینے کی کشادگی کو لازمی کر لینا۔ نئے کپڑوں کا استعمال رکھنا، سواری کا جانور اچھا رکھنا، خوشبو کا استعمال زیادہ رکھنا، اپنی ذاتی ضرورتوں کے لیے تنہائی کا وقت نکال کر پوری کرنا، اپنے خادموں اور ماتحتوں کے حالات کی تلاش اور ٹوہ میں رہنا، ان کو ادب سکھانے اور درست رکھنے میں پیش پیش رہنا، اور اس سلسلے میں نرمی اختیار کرنا، ڈانٹ، ڈپٹ زیادہ نہ کرنا ورنہ بے اثر ہو جائے گی (یعنی وہ ڈھیٹ ہو جائیں گے) اور ان کو اپنے ہاتھ سے سزا نہ دینا اس سے تیرا وقار دیرپا ہو رہے گا۔ اپنی نمازوں کی پابندی کرنا اور اپنا کھانا خرچ کرتے رہنا (یعنی احباب، اقربا، تلامذہ وغیرہم کو کھلاتے رہنا) کیوں کہ بخیل کبھی سرداری کے قابل نہیں ہو سکتا، تیرا ایک خاص مشیر کار ہونا چاہیے جو لوگوں کے حالات سے تجھ کو باخبر کرتا رہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کیہ جب تجھے کسی بگاڑ کی خبر لگے گی تو اس کو سدھارنے کے لیے جلدی کرے گا، اور جب تجھ کو کسی خوبی کا علم ہوگا تو اور زیادہ اس کی رغبت اور اہتمام بڑھا دے گا۔ جو تیرے پاس آئے اور جو نہ آئے تو ان دونوں قسم کے لوگوں کے پاس جا، جو شخص تجھ سے اچھا یا برابر تاؤ کرے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ معاف کرتے رہنا، نیکیوں کا حکم دینا، لایعنی چیزوں سے غافل رہنا، جو تجھ کو ایذا دے اس کو چھوڑ دینا (یعنی بدلہ لینے کی فکر نہ

---

[1] دعوت اور ہدیہ قبول کرنا سنت ہے، لیکن اگر کسی دینی ضرورت سے قبول نہ کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

کرنا)۔ حقوق قائم کرنے میں جلدی کرنا، تیرے ملنے والوں میں جو شخص بیمار ہو جائے بذاتِ خود اس کی مزاج پرسی کو جانا اور قاصدوں کے ذریعے اس کے حالات کی خیر خبر رکھنا۔ ان میں سے جو غائب ہو جائے (یعنی تیرے پاس آمد و رفت کا سلسلہ ٹوٹ جائے) تو اس کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان میں سے جو شخص تیرے پاس آنے سے بیٹھ رہے تو اس کے پاس جانے سے مت رکنا۔ جو تجھ سے بد سلوکی کرے اس سے تعلق جاری رکھنا اور جو تیرے پاس آئے اس کا اکرام کرنا۔ جو شخص تجھ سے بری طرح سے پیش آئے اس کو معاف کر دینا اور تیرے بارے میں جو شخص بدگوئی کرے تو اس کے متعلق اچھی اور عمدہ باتیں کرنا۔ ان میں سے جو شخص مر جائے (اگر اس کا حق تیرے ذمہ ہو) تو حق ادا کر دینا (یعنی وارثوں کو دے دینا)۔ جس کو خوشی حاصل ہو اس کو مبارک بادی دینا اور جسے مصیبت پہنچ جائے اس کو تسلی دینا اور جسے کوئی آفت پہنچے تو بھی دردمندی کا اظہار کرنا۔ جو کوئی اپنے کسی کام کے لیے تجھ کو اٹھا کر لے چلنا چاہے تو اس کے لیے اٹھ کھڑا ہونا اور جو کوئی تجھ سے فریاد کرے اس کا فریادرس ہو جانا اور جو کوئی تجھ سے مدد چاہے اس کی مدد کرنا۔ جہاں تک ہو سکے لوگوں کے سامنے دوستی ظاہر کرنا، سلام خوب پھیلانا اگرچہ کمینہ لوگوں کو کرنا پڑے۔ جب تو دوسروں کے ساتھ کسی مجلس میں بیٹھے یا کسی مجلس میں لوگوں کے ساتھ تیرا ملنا ہو جائے اور سوالات جاری ہو جائیں جن میں لوگ اپنے غور و فکر کو لے کر گھس جائیں اور ان کے غور و فکر کا نتیجہ تیرے مسلک کے خلاف ہو تو تو (جلدی سے) اپنی رائے کا اظہار مت کرنا۔

فإن سئلتَ عنها أخبرتَ بما يعرفه القوم، ثم تقول: فيها قول آخر وهو كذا و كذا والحجة له كذا۔ فإن سمعوه منك عرفوا منزلتك و مقدارك، و أعطِ كل من يختلف إليك نوعاً من العلم ينظر فيه، و خذهم بجَلِيِّ العلم دون دقيقه، و آنسهم و مازِحهم أحياناً و حادِثهم، فإنها تجلب لك المودّة و تستديم مواظبة، و أطعِمهم أحياناً، و تغافَلْ عن زلّاتهم، واقضِ حوائجهم، وارفَق بهم، وسامِحهم ولا تُبدِ لأحد منهم ضيق صدر أو ضَجراً، و كن كواحد

منهم، و عَامِلِ النّاس معاملتک لنفسک، وارْضَ منهم ما تَرضاه من نفسک، و استعِنْ على نفسک بالصِيَانة لها والمراقبة لأحوالها، ودَعِ الشَغَبَ ولاتضجَر لمن يضجَرعليک، واسمع من يستمع منک، ولا تُكلِّف الناس مالا يُكلِّفونک، وارض لهم مارضوا لأنفسهم، وقدّم إليهم حسن النية، واستعمل الصِدْق واطرح الكِبَر جانباً، وإياک والغَدْر وإن غدروابک، وأدِّالأمانةو إن خانوک، وتَمسّک بالوفاء، و اعتصم بالتقوىٰ، وعاشر أهل الأديان حسب معاشرتهم.

پس اگر تجھ سے سوال کیا جائے تو (پہلے) اسی مسلک کا اظہار کر جس کو وہ لوگ (ٹھیک) جان رہے ہوں۔ اس کے بعد تو کہہ کہ اس میں ایک قول اور بھی ہے جس کا بیان اس طرح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے۔ اگر تیری بات سن کر وہ تیرے مسلک کو قبول کر لیں تو تیرا مرتبہ اور تیری عزت پہچان لیں گے (جس سے آئندہ تیرے سامنے کمزور بات کہنے سے رکیں گے) تیرے پاس جو بھی آتا جاتا ہو ہر ایک کو کوئی نہ کوئی علم کی ایسی بات دے جس میں وہ غور کرے۔ اور علم کی کھلی کھلی باتوں کے ذریعہ لوگوں کی گرفت کرنا، اس بارے میں باریک باتوں کا استعمال نہ کرنا۔ لوگوں کو مانوس رکھنا، کبھی کبھی مذاق کر لیا کرنا۔ ان کے ساتھ باتیں بھی کرنا، کیوں کہ یہ چیزیں تیرے لیے محبت کو کھینچیں گی اور اس طرح سے علم کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہ سکے گا۔ کبھی کبھی ان کو کچھ کھلا دیا کرنا، ان کی لغزشوں سے غفلت رکھنا، ان کی حاجتیں پوری کرنا، ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا اور ان کے قصور کے بارے میں اس طرح پیش آنا کہ گویا تو نے دیکھا ہی نہیں ہے۔ کسی کے لیے دل تنگی اور ملالِ خاطر ظاہر نہ ہونے دینا اور ان کے ساتھ اس طرح رہ کہ جیسے تو انہیں میں سے ایک ہے۔ لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ رکھنا جیسے تو اپنے نفس کے ساتھ معاملہ رکھتا ہے۔ اور تو اپنے نفس کی طرف سے دوسروں کے حق میں جس برتاؤ کو پسند کرے ان کی طرف سے اپنے لیے اسی کو پسند کر۔ اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے اس طرح (نفس ہی سے) مدد حاصل کرنا کہ تو

اس کو خامیوں سے بچایا کرے اور اس کے حالات کا مراقبہ کرتا رہے۔ شر پھیلانے والے کاموں کو چھوڑ دے۔ جو تجھ سے برداشتہ خاطر ہوجائے تو اس کی طرف سے برداشتہ خاطر نہ ہونا، جو تیری طرف کان لگائے تو بھی اس کی بات سننا، لوگ جو کام تجھ سے نہ لیں اس قسم کا کام تو بھی ان سے نہ لے، لوگوں کے لیے اس حالت پر راضی ہوجا جس پر وہ اپنے نفسوں کے لیے راضی ہوں۔ ان کی طرف حسنِ نیت کو بڑھانا، سچائی کو کام میں لانا، تکبر ایک طرف کو پھینک دینا، دھوکہ دینے سے بچنا اگرچہ لوگ تجھ کو دھوکہ دیں، امانت ادا کرنا اگرچہ لوگ تجھ سے خیانت کا برتاؤ کریں، عہد و دوستی کے پورا کرنے کو مضبوط پکڑنا، پرہیزگاری کو ہاتھ سے نہ جانے دینا، دوسرے دین والوں سے مناسب معاشرت کے ساتھ پیش آنا۔

فإنک إن تمسکتَ بوصیتي هذه رجوتُ لک أن تسلَم، ثم قال له: یحزُنني مُفارقتک و یؤنسني معرفتک، فواصلني بکتبک، وعرفني حوائجک، و کن لي کابن فإني لک کأب.

(ان نصیحتوں کے بعد حضرت امام صاحبؒ نے اپنے شاگردِ عزیز سے فرمایا کہ) بے شک تو اگر میری وصیت کو مضبوطی سے پکڑ لے گا تو میں امید کرتا ہوں کہ (تو سب خرابیوں اور مصیبتوں سے) سالم رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مجھ کو تیری جدائی سے رنج ہے اور تجھ سے جو جان پہچان ہے وہ میرے لیے انس کا ذریعہ ہے۔ تو اپنے خطوں کے ذریعے مجھ سے تعلق باقی رکھنا اور اپنی حاجتوں سے مجھے مطلع کرتے رہنا اور (اس بارے میں) تو میرے لیے مثل بیٹے کے ہے کیوں کہ میں تیرے لیے مثل باپ کے ہوں۔

و صلّی الله علی سیدنا محمد النبي الأمي وعلی آله و أصحابه وسلّم۔ انتهتْ وصیة الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان بن الثابت الکوفی رحمه الله تعالیٰ و أعلی درجاته و نفَعَنا بعلومه لتلمیذه یوسف بن خالد سمتي رحمه الله۔

حضرت امام اعظمؒ کی وصیت ختم ہوئی جو اپنے شاگرد یوسف بن خالد سمتیؒ کو فرمائی تھی۔

وصية الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت رحمه الله لابنه حماد رحمه الله

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وصیت جو اپنے صاحب زادہ حمادؒ کو فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا بُنَيّ! أرشدَک اللہ و أیدک، أوصیک بوصایا، إن حفِظتَها و حافظتَ علیها رجوتُ لک السعادة في دینک و دنیاک إن شاء اللہ.

اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور (امورِ خیر میں) تیری تائید فرمائے۔

میں تجھے چند وصیتیں کرتا ہوں اگر تم نے ان کو یاد رکھا اور ان پر پابندی سے عمل پیرا رہے تو مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ دنیا اور آخرت میں تم سعادت مندر ہوگے۔

أولها: التقویٰ بحفظ جوارِحک من المعاصي خوفاً من اللہ تعالیٰ القیام بأوامره عبودیةً له تعالیٰ.

۱- تقویٰ اختیار کرو (یعنی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھو اور اللہ کے احکام پر پوری طرح قائم رہو اور اس سب سے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت مقصود ہو۔

والثاني: أن لا تستقرّ علی جهل ما تحتاج إلی علمه.

۲- جس چیز کے جاننے کی ضرورت ہو اس کے جاننے سے جاہل مت رہنا (یعنی اس کے جاننے کی فکر کرنا اور جہالت پر مت ٹھہر جانا)۔

والثالث: أن لا تعاشر شخصاً إلا من تحتاج إلیه في دینک و دنیاک.

۳- جب تک دینی یا دنیاوی حاجت نہ ہو کسی شخص کے ساتھ میل جول مت رکھنا۔

والرابع: أن تُنصِف من نفسک، ولا تُنصِف لها إلا لضرورة.

۴- دوسروں کے لیے اپنے سے انصاف کرنا اور بغیر مجبوری کے اپنے نفس کے لیے انصاف کا خواہاں مت ہونا (مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق تو اپنے نفس سے پورے دلاؤ اور اس سلسلہ میں انصاف ہاتھ سے نہ جانے دو، اور اگر اپنا کوئی حق کسی پر ہو اور جس پر حق ہو وہ بے انصافی کررہا ہو کہ پورا حق دینے سے یا بالکل دینے سے منکر ہو تو اس بارے میں انصاف کی فکر میں مت لگنا، اپنا حق چھوڑ کر ذہن فارغ کرلینا، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے)۔

والخامس: أن لا تعادي مسلماً ولا ذمياً.

۵- کسی مسلمان سے اور ذمی (۱) سے دشمنی مت کرنا۔

والسادس: أن تقنع من الله بما رزقک من مالٍ أو جاهٍ.

۶- اللہ تعالیٰ نے جو تم کو مال دیا ہے اور جو (دنیاوی) مرتبہ عطا فرمایا ہے اس پر قناعت کرلینا۔

والسابع: أن تُحسِن التدبير فيما في يدک استغناءً به عن الناس.

۷- جو کچھ (مال وغیرہ) تمہارے قبضہ میں ہو اس میں حسنِ تدبیر اختیار کرنا (سوچ سمجھ کر چلنا تاکہ) لوگوں سے بے نیاز رہ سکو۔

والثامن: أن لا تستهين عين الناس عليک.

۸- لوگوں کی نظروں میں اپنے کو بے وزن مت بنانا۔

والتاسع: أن تقمَع نفسک من الخَوْض في الفضول.

۹- فضول باتوں اور فضول کاموں میں پڑنے سے اپنے نفس کو علیحدہ رکھنا۔

والعاشر: أن تلقى الناس مبتدياً بالسلام، محسناً بالكلام، متحبِباً إلى أهل الخير، مداريا لأهل الشرّ.

---

(۱) جو کافر مسلمانوں کی عمل داری میں رہتا ہو اس کو ذمی کہتے ہیں۔

۱۰- لوگوں سے ملاقات کرتے وقت خود پہلے سلام کرو (اور)، بات کرنے میں خوبی اختیار کرو، اہلِ خیر سے محبت کے ساتھ پیش آؤ اور اہلِ شر کی مدارات کرو (ان کی دل داری رکھو تاکہ کوئی تکلیف نہ پہنچائیں)۔

والحادی عشر: أن تُكثِر ذكر الله تعالىٰ والصلاة على رسوله صلى الله عليه وسلم.

۱۱- اللہ کے ذکر کی کثرت کرو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجو۔

والثانی عشر: أن تشتغل بسيّد الاستغفار وهو قوله عليه السلام:

اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَ أَنَا عَبْدُكَ وَ أَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ أَبُوْءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.(۱)

من قالها حين يُمسِي فمات من ليلته دخل الجنّة، و من قالها حين يُصبِح فمات من يومه دخل الجنّة.(۲)

و عن أبي الدرداء رضي الله عنه حين قيل له: احترق بيتك. قال: ما احترق لكلمات سمعتُهن من رَسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، من قالها أول نهاره لم تُصِبه مصيبة حتى يُمسِي و من قالها آخر النهار لم تُصِبه حتى يُصبِح: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ أَنْتَ رَبُّ

(۱) مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۰۴ میں سید الاستغفار کے یہی الفاظ ''صحیح بخاری'' سے نقل کیے ہیں اور ان کے پڑھنے کی فضیلت بھی اسی طرح نقل کی ہے جس طرح متنِ مذکور میں ہے۔ ترجمہ سید الاستغفار کا یہ ہے: ''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور وعدہ پر قائم ہوں، جہاں تک مجھ سے ہو سکے، میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں، اور جو میں نے گناہ کیے اس کا بھی اقراری ہوں، لہٰذا مجھے بخش دے، کیوں کہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

(۲) یہ روایت امام نوویؒ نے کتاب الأذكار، باب ما يقال عند الصباح و عند المساء میں عمل اليوم والليلة لابن السني سے نقل کی ہے۔ البتہ اس میں لفظ و من كل ذي شر نہیں ہے۔ (مترجم عفا اللہ عنہ)

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. مَاشَاءَ اللهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَ أَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ.

۱۲-سید الاستغفار میں مشغول رہو (یعنی اس کو پڑھا کرو)۔سید الاستغفار یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَ أَنَا عَبْدُكَ وَ أَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ أَبُوْءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.

اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص شام کو اسے پڑھ لے گا پھر اسی رات میں موت آجائے گی تو جنت میں داخل ہوگا۔اور جو شخص اسے صبح کو پڑھ لے گا پھر اس دن میں مرجائے تو جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے کسی نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا۔انھوں نے فرمایا کہ نہیں جلا۔ان کلمات کی وجہ سے جو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ جو شخص ان کو دن کے شروع میں پڑھ لے اس کو شام ہونے تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جو شخص دن کے آخری حصہ میں ان کو پڑھ لے صبح ہونے تک اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی (چوں کہ میں ان کلمات کو پڑھتا ہوں اور آج بھی پڑھے ہیں، اس لیے میرے مکان میں آگ نہیں لگ سکتی)۔وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. مَاشَاءَ اللهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ

شَرٍّ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔(۱)

والثالث عشر: أن تواظب على قراءة القرآن كل يوم، وتُهدي ثوابها إلى رسول الله ﷺ ووالديك و أساتذك و سائر المسلمين.

۱۳- پابندی کے ساتھ روزانہ قرآن شریف پڑھا کرو، اور حضور اقدس ﷺ کو اور اپنے والدین کو اور اپنے استاذ کو اور تمام مسلمانوں کو اس کا ثواب پہنچایا کرو۔

والرابع عشر: أن تحترز من أصحابك أكثر من أعدائك، إذ كثُر في الناس الفساد فعدوّك من صديقك مستفاد.

۱۴- جو لوگ تم سے تعلق رکھتے ہیں ان (کے شر) سے بچنے کا اس سے زیادہ اہتمام کرو جتنا اپنے دشمنوں (کے شر) سے بچنے کا اہتمام کرتے ہو، کیوں کہ لوگوں میں بگاڑ زیادہ ہو گیا ہے۔ جو تمہارے دشمن ہیں تمہارے دوستوں ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

والخامس عشر: أن تكتم سرّك وذَهَبك و مذهبك و ذَهابك.

۱۵- اپنے بھید کو اور اپنے زر یعنی مال کو (اور دنیاوی امور میں) اپنے اختیار کردہ انتظام کو اور کسی جگہ جانے کو پوشیدہ رکھو۔

والسادس عشر: أن تُحسِن الجوار و تصبر على أذى الجار.

۱۶- پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اور پڑوسی سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو۔

والسابع عشر: أن تتمسّك بمذهب أهل السنة و الجماعة، و تتجنب عن أهل الجهالة و ذوي الضلالة.

---

(۱) (ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور تو عرشِ عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا۔ نیکی کرنے کی اور گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں، مگر اللہ کی قوت دینے سے جو برتر ہے اور بڑا ہے اور میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر شر والے کے شر سے اور ہر اس چوپایہ کے شر سے جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے۔ بے شک میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔

۱۷- اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کو مضبوطی سے پکڑ، اور جہالت والوں اور گمراہوں سے پرہیز رکھو۔

والثامن عشر: أن تُخلِص النية في أمورك و تجتهد في أكل الحلال على كل حال.

۱۸- اپنے تمام کاموں میں نیت خالص رکھو اور ہر حال میں حلال کھانے کی فکر کرو۔

والتاسع عشر: أن تعمل بخمسة أحاديث جمعتُها من خمس مائة ألف حديث.

۱۹- پانچ حدیثوں پر عمل کرو جن کو میں نے پانچ لاکھ حدیثوں سے جمع کیا ہے۔ وہ پانچ حدیثیں یہ ہیں:

۱: إنما الأعمال بالنيات و (إنما) لكل امرءٍ ما نوى.

سب اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی (یعنی ثواب و عذاب نیتوں ہی سے متعلق ہے، عمل خالص اللہ کے لیے ہوگا تو ثواب ملے گا اور عمل ریاکاری کے طور پر ہوگا تو باعثِ عذاب ہوگا)۔

۲: من حسن إسلام المرء (حسن المرء) تركه ما لا يعنيه.

انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو چیز (دنیا یا آخرت میں) اس کے لیے فائدہ مند نہ ہو اسکو چھوڑ دے۔(۱)

۳: لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه.

تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے

(۱) بہت سے ایسے کام اور ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں، ان سے دین و دنیا کا کوئی نفع وابستہ نہیں ہوتا اور وقت برباد ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایسی چیزوں کو لایعنی کہتے ہیں۔ اہلِ باطن کا فرمان ہے کہ لایعنی میں مشغول ہونے سے نیکیوں کی رونق جاتی رہتی ہے اور یہ نقصان ہوتا ہے کہ اتنی دیر میں جو تلاوت و ذکر، درود وغیرہ میں لگ سکتے تھے وہ رہ جاتا ہے۔ تاجرانِ متاعِ دنیوی تو نفع نہ ہونے کو بھی نقصان سمجھتے ہیں مگر طالبانِ آخرت فکر نہیں کرتے، وہ لایعنی میں لگ کر بہت سا وقت برباد کر دیتے ہیں اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جب لایعنی سے بچنا اس قدر قابلِ تنبیہ ہے تو گناہوں سے بچنا کس قدر ضروری ہوگا؟ (مترجم)

وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

۴: إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ. أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ. أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مضغة، إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، (أَلَا) وَهِيَ الْقَلْبُ.

بلا شبہ حلال (بھی) ظاہر ہے اور بلا شبہ حرام (بھی) ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ سو جو شخص شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کرلیا، اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا (یعنی شبہ کی چیزوں کو چھوڑنے کی بجائے ان کو اپنے عمل میں لے آیا) وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ جیسا کہ چرواہا اپنا ریوڑ (کسی کھیت کی) باڑ کے قریب چرائے تو عنقریب ایسا ہوگا کہ کھیت میں (بھی) اس کا ریوڑ چرنے لگے گا۔ (پھر فرمایا کہ) خبردار! بلا شبہ ہر بادشاہ نے (اپنے قانون وضع کرکے) باڑ لگادی ہے (اور اپنی رعایا کے لیے حد بندی کردی ہے) اور بلا شبہ اللہ کی حد بندی وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ (پھر فرمایا کہ) خبردار انسان کے بدن میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہوجائے گا اور وہ ٹکڑا بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے گا۔ خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔

۵: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. (۱)

کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں (یعنی کسی بھی

---

(۱) حضرت امام ابوداؤد صاحب ''السنن'' رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کی پانچ لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، جن میں سے چار ہزار آٹھ سو میں نے اپنی کتاب میں جمع کردی ہیں، جو سند کے اعتبار سے صحیح ہیں یا صحیح کے قریب ہیں۔ اور انسان کو اپنے دین پر چلنے کے لیے ان میں سے چار حدیثیں کافی ہیں (جو اصول پر مشتمل ہیں)۔ پھر وہی چار حدیثیں ذکر فرمائیں جو حضرت امام اعظمؒ نے نمبروار ذکر فرمائی ہیں، پانچویں حدیث حضرت امام اعظمؒ کے انتخاب میں زائد ہے۔ یہ پانچ حدیثیں بہت جامع ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں۔

مسلمان کو کسی بھی طرح کی کوئی تکلیف اس سے نہ پہنچے)۔

والعشرون: أن تكون بين الخوف والرجاء في حال صحتك، وتموت بحسن الظن بالله وغلبة الرجاء بقلب سليم، إن الله غفور رحيم.

۲۰- تم اپنی صحت کے زمانہ میں خوف اور رجا یعنی امید وبیم کے درمیان رہو، (یعنی فرائض اور احکام بجالاتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ پکڑ نہ ہوجائے اور جو بھی نیک عمل کرو اللہ سے اس کے ثواب کی اور اس کے قبول ہونے کی اور آخرت میں نجات پانے کی امید بھی رکھو)، اور جب موت آنے لگے تو اس حال میں مرنا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن ہو (یعنی مغفرت اور انجات کا پختہ یقین ہو) اور امید غالب ہو کہ اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت فرمادیں گے۔ یہ خوف اور امید قلبِ سلیم کے ساتھ ہو، بے شک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

تمت وصية الإمام الأعظم لابنه حماد رحمهما الله

حضرت امام اعظمؒ کی وصیت کا ترجمہ تمام ہوا
جو انھوں نے اپنے صاحب زادہ حمادؒ کو فرمائی تھی۔

تمت بالخير والحمد لله رب العالمين.

وصية الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي رحمه الله لتلميذه أبي عصمة نوح بن أبي مريم رحمه الله في أمورِ القَضَاءِ

حضرت امام اعظمؒ کی وہ وصیت جو بسلسلۂ آدابِ قضا حضرت نوح بن ابی مریمؒ کو فرمائی تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلّي على رسوله الكريم.

قال نوح بن أبي مريم: كنت أسأل أبا حنيفة رحمه الله عن معاني الأحاديث، فكان يُفسّرها و يُعبّرها و يُبيّنها، و كنت أسأله أيضاً عن المسائل الغامضة، و عامَةً ماكنت أسأله عن مسائل القضاء والأحكام، فقال لي يوماً: يا نوح! تدقّ باب القضاء۔ قال: فلمّا رجعتُ إلى مرو لم ألبث إلا قليلاً حتى ابتليتُ بالقضاء و أبو حنيفة رحمه الله باقٍ، قال: فكتبت إليه كتاباً أُعلِمه ذلك و أعتذر إليه فكتب:

من أبي حنيفة إلى أبي عصمة:

ورد كتابُك و وقفتُ على جميع مافيه، و قلِّدتَ أمانةً عظيمةً يعجَز عنها الكبار من الناس، و أنت كالغريق فاطلبْ لنفسك مخرجاً، وعليك بتقوى الله فإنها قِوام الأمورِ، والخلاص في المعادِ، والنجاة من كل بلية، وبه تُدرك أحسن العواقب، قَرن الله بخير عواقب أمورنا و وفّقنا لمرضاته إنه سميع قريب.

واعلم! أن أبواب القضايا لايُدركها إلا العالِم النحرير الذى وقف على أصول العلم: الكتاب والسنة و أقاويل الصحابة، و كان له بصر و رأي و نفاذ، فإذا أشكل عليك شيء من ذلك فارحَل إلى الكتاب والسنة والإجماع۔ فإن وجدتَ ذلك ظاهراً فاعمل به،

وإن لم تجده ظاهراً فردَه إلى النظائر، و استشهد عليه الأصول، ثم اعمل بما كان إلى الأصولِ أقرب وبه أشبه، وشاوز أهل المعرفة والبصر، فإن فيهم إن شاء الله من يُدرك مالا تُدركه أنت.

فإذا جلس إليک الخصمان فسوّ بين الضعيف والقوي والشريف والوضيع في المجلس والإقبال والكلام، ولا تُظهرنَ من نفسک شيئاً يطمَع فيک الشريف لشرفه وييأس الوضيع لضعته۔ و إذا جلس الخصمان بين يديک فدَعهما حتى يستمكنا من الجلوس، ويذهَب عنهما خَجَل الجلوس والروعِ، ثم كلّمهما برِفْق، وافهمْهما كلامک، واستوعبْ كلام كل واحد منهما، ولا تعجلهما، ودعهما حتى يفرُغا من جميع ما يريدان إلا أن يأخذا في فضل فتمنَعُهما عن ذلک، وتبين لهما ذلکَ.

ولا تقضِ عند الضَجَر والغَضَب والحُزْن، ولا تقضِ حاقناً ولا جائعاً ولا إذا كنت مشغول القلب، ولا تقضِ إلا وأنت فارغ القلب، ولا تعجَل لفصل القضاء بين القرابات واردُدْهم مجالس، لعلهم يصلحون، فإن كان وإلا قضيتَ بينهم۔ ولا تقضِ على أحد حتى يتبَن لک الوجوه التي تلزَمه ذلک، ولا تُلقّن الشاهد، ولا تُشرْ في مجسلک، ولاتومِ إلى أحد، ولاتكِلُ إلىٰ قرابتک شيئاً من الأمور، ولا تُجيبنَ أحداً في دعوة فيلزَمک التهمة، ولا تتحدث في مجلس القضاء، وآثرْ تقوى الله على ماسواه، يكفِک أمور دنياک وآخرتک، ويرزقک السلامة. رزقنا الله وإياک حياةً طيبةً ومنقلباً كريماً.

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا وسندنا محمد وآله وأصحابه أجمعين.

تمت بالخـــير

حضرت نوح بن ابی مریمؒ نے بیان فرمایا کہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے احادیث کے معانی دریافت کرتا تھا، جن کو آپ خوب اچھی طرح بیان فرماتے تھے (کیوں کہ شرحِ معانیٔ حدیث حضرت امام ابوحنیفہؒ کا خاص فن تھا، اسی کو فقہ فی الدین کہتے ہیں)۔ نیز میں آپ سے خوب باریک مسائل پوچھتا تھا اور عام طور سے میرے سوالات قضا اور احکام کے بارے میں ہوتے تھے، حضرت امام صاحبؒ نے ایک دن بطورِ پیشین گوئی ارشاد فرمایا کہ اے نوح تو قضا کا دروازہ کھٹکھٹائے گا (یعنی تو قاضی بن کر رہے گا)۔ پھر جب میں اپنے شہر مرو کی طرف لوٹا تو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ میں قضا میں مبتلا ہو گیا (یعنی قاضی بنا دیا گیا)۔ حضرت امام صاحبؒ اس وقت تک بقیدِ حیات تھے۔ میں نے ان کو ایک خط لکھا، جس میں قضا میں مبتلا ہونے کا تذکرہ کیا اور معذرت بھی لکھی (کہ میں نے مجبوراً قضا کا کام قبول کر لیا ہے)۔

اس کے جواب میں حضرت امام صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ تمہارا خط ملا اور اس میں جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے اس سے باخبر ہوا۔ تمہارے گلے میں بہت بڑی امانت ڈال دی گئی ہے، جس سے (عہدہ برآ ہونے سے) بڑے بڑے لوگ عاجز ہوتے ہیں اور اس وقت تمہارا حال ایسا ہے جیسے کوئی شخص ڈوبنے والا ہو۔ لہٰذا اپنے نفس کے لیے اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو لازم پکڑ لو، کیوں کہ یہ چیز تمام امور کو درست رکھنے والی ہے اور آخرت میں چھٹکارا پانے کا ذریعہ ہے اور ہر مصیبت سے نجات پانے کا وسیلہ ہے اور اسی کے ذریعہ تم اچھے انجام کو پالو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب کاموں کو حسنِ عاقبت نصیب فرمائے اور ہم کو اپنی رضامندی کے کاموں کی توفیق دے، بلاشبہ وہ سننے والا اور قریب ہے۔

یہ بات خوب جان لو کہ فیصلوں کے ابواب ایسے ہیں کہ ان کو بہت بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے، جو اصولِ علم یعنی کتاب اور سنت اور حضرات صحابہ کرامؓ کے اقوال سے واقف ہو۔ اور خود بھی صاحبِ بصیرت (صحیح رائے) والا ہو اور نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ جب تم کو کسی بھی چیز میں اشکال پیدا ہو تو کتاب و سنت اور اجماع کی طرف

متوجہ ہونا۔ اگر کتاب وسنت اور اجماع میں بالکل واضح اور ظاہر کوئی مسئلہ مل جائے تو اس پر عمل کرو اور اگر صراحتاً واضح طور پر مسئلہ نہ ملے تو اس کے نظائر تلاش کر کے قیاس کر لینا، اور کتاب وسنت اور اجماع سے اس کے لیے استشہاد کر لینا۔ پھر اس پر عمل کرنا جو اصولِ ثلاثہ مذکورہ سے اقرب اور اشبہ ہو، اور (اس بارے میں) اہلِ معرفت اور اہلِ دانش سے مشورہ کر لیا کرنا، کیوں کہ ان میں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو وہ بات سمجھ لیں گے جس کے سمجھنے سے تم قاصر ہو گے۔

جب مدعی اور مدعا علیہ دونوں فریق تمہارے پاس حاضر ہوں تو ضعیف اور قوی اور شریف اور وضیع (بے حیثیت، کم آبرو، نظروں سے گرے ہوئے آدمی) کے درمیان برابری کرنا، بیٹھنے کی جگہ دینے میں اور ان پر توجہ کرنے میں اور بات کرنے میں برابری کا برتاؤ کرنا اور کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہونے دینا جس سے بڑا آدمی اپنی بڑائی کی وجہ سے تم سے کوئی بے جا امید رکھنے لگے (کہ ناحق ہوتے ہوئے فیصلہ اس کے حق میں کر دو گے) اور گرا ہوا آدمی گرا ہونے کی وجہ سے تمہاری جانب سے ناامید ہو جائے (اور یہ سمجھنے لگے کہ اگر فیصلہ میرے حق میں ہوگا تب بھی میرے حق میں فیصلہ نہ ہوگا۔ جب دونوں فریق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو ان کو اتنی دیر چھوڑے رکھنا (یعنی مہلت دے دینا) کہ وہ اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جائیں اور عدالت میں حاضری کی شرمندگی اور خوف ان کے دل سے چلا جائے۔ پھر ان سے نرمی کے ساتھ بات کرنا اور اپنی بات ان کو سمجھانا اور ان میں سے ہر ایک کی پوری بات سننا اور ان کو جلدی میں مت ڈال دینا (یعنی ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کرنا جس سے وہ اپنی بات جلدی ختم کرنے پر مجبور ہو جائیں) اور ان کو اس حد تک اپنا اپنا موقف بیان کرنے کا موقع دینا کہ وہ (پوری طرح) ساری بات کہہ کر فارغ ہو جائیں جو وہ کہنا چاہتے ہیں۔ ہاں اگر وہ فضول باتیں کرنے لگیں تو ان کو روک دینا اور بات بتا دینا (کہ اس بات کا اصل معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔

اور تنگ دلی اور بد دلی اور غصہ اور رنج کے وقت کوئی فیصلہ نہ کرنا، اور ایسے وقت

بھی کوئی فیصلہ نہ کرنا جب کہ تم کو پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہو، یا بھوک لگ رہی ہو یا تمہارا دل کسی دوسرے کام میں لگا ہوا ہو۔ فیصلہ صرف اسی حالت میں کرنا جب کہ تمہارا دل الجھن سے اور ہر ایسی بات سے فارغ ہو جو فیصلہ پر پوری طرح توجہ دینے سے مانع ہو۔ اور آپس میں رشتہ داروں کے جو جھگڑے ہوں ان کے فیصلوں میں جلدی نہ کرنا اور چند مجلسوں میں ان کو بلانا، ممکن ہے کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ اگر وہ صلح کر لیں تو بہتر ہے ورنہ ان کے درمیان شرعی فیصلہ کر دینا۔ اور کسی کے خلاف فیصلہ نہ کرنا، جب تک پوری طرح وہ چیزیں واضح نہ ہو جائیں جن کی وجہ سے ان پر الزام ثابت ہوتا ہو۔

اور گواہ کو کوئی تلقین نہ کرنا اور اپنی مجلس میں (گواہ یا کسی فریق کو) کوئی اشارہ مت کرنا اور اپنے اہلِ قرابت میں سے (قضا سے متعلقہ امور) کسی کو سپرد نہ کرنا اور قاضی ہونے کے زمانہ میں کسی کی دعوت قبول نہ کرنا ورنہ تم پر تہمت لگ جائے گی (کہ دعوت کھا کر اور رشوت لے کر جانب داری کے فیصلے کرتے ہیں) مجلسِ قضا میں (احباب واصحاب سے) بات چیت مت کرنا اور اللہ سے ڈرنے کو ہر چیز پر ترجیح دینا، یہ چیز تمہاری دنیا اور آخرت کے لیے کافی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ تمھیں باسلامت رکھے، اور ہمیں اور تمھیں حیاتِ طیّبہ اور آخرت میں بہترین مقام نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و سندنا محمد و آلہ

و أصحابہ أجمعین

تمّت بالخیر

وصية الإمام أبی حنيفة النعمان بن ثابت لكبار تلاميذه رحمه الله و إياهم

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی وصیت جوانہوں نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

روى أبو يوسف أنه قال: اجتمعنا عند أبی حنيفة رحمه الله فی يوم مطير فی نفر من أصحابه منهم: داود الطائی وعافية الأودی والقاسم بن معن المسعودی وحفص بن غياث النخعی ووكيع بن الجراح ومالک بن مغول وزفر بن الهذيل وغيرهم، فأقبل علينا فقال:

أنتم مسارُ قلبی وجلاء حزنی، قد أسرجتُ لكم الفقه وألجمته، فأذا شئتم فاركبوا، وقد تركت لكم الناس يطؤون أعقابكم ويلتمسون الفاظكم، وذللت لكم الرقاب، ومامنكم أحد إلا وهو يصلح للقضاء، وفيكم عشرة يصلحون أن يكونوا مؤدّبی القضاة، فسألتكم بالله وبقدر ماوهب الله لكم من جلالة العلم لماصنتموه عن ذلّ الاستثمار.

فإن بلی رجل منكم بالدخول فی القضاء فعلم من نفسه خربة سترها الله تعالى عن العباد لم يجز قضاءه، ولم يطب له رزقه. وإن كانت سريرته مثل علانيته جاز قضاءه وطاب له رزقه۔ فإن دفعته ضرورة إلى الدخول فيه فلايجعلن بينه وبين الناس حجابا وليصل الصلوات الخمس فی الجامع، ولينادعند كل صلاة: من له حاجة؟ فإذا صلّى صلاة العشاء الآخرة نادى ثلاثة أصوات: من له حاجة ثم يدخل إلى منزله.

فإن مرض مرضا لايستطيع الجلوس معه أسقط من رزقه بقدر مرضه، وأيما إمام غلّ فينا أو جار في حكمه بطلت إمامته ولم يجز حكمه. وإن أذنب ذنبا بينه وبين الناس أقامه عليه أقرب القضاة إليه.

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دن جب کہ بارش ہو رہی تھی ہم چند اصحاب حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاضرین میں داؤد طائی عافیہ اودی، قاسم بن معن مسعودی، حفص بن غیاث نخعی، وکیع بن جراح، مالک بن مغول اور زفر بن الہذیل وغیرہم موجود تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ

آپ حضرات سے میرے دل کی خوشیاں وابستہ ہیں، تمہیں دیکھ دیکھ کر میرا رنج وغم دور ہوتا ہے (اور یہ یقین ہوتا ہے کہ فقہ کی خدمت میرے بعد ہوتی رہے گی) میں نے فقہ تمہارے لیے ایسی سواری بنا دیا ہے کہ جس پر زین کس دی ہے اور لگام لگادی ہے، جب چاہو تم اس پر سوار ہو جاؤ (یعنی فقہ کے اصول وفروع جو میں نے تمہارے سامنے رکھ دیے ہیں، ان میں تمہیں مہارت پیدا ہوگئی ہے۔ ان کی وجہ سے تم جب چاہو زندگی کے ہر شعبہ میں پیش آنے والے مسائل مستنبط کر سکتے ہو اور میں نے تمہیں علم وعمل سے آراستہ کر دیا ہے)۔ اور تمہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ لوگ تمہارے پیچھے پیچھے چلیں گے اور تمہارے لفظوں کو تلاش کیا کریں گے۔ لوگوں کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دی ہیں۔ تم میں سے ہر شخص قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور تمہارے اندر دس افراد ایسے ہیں جو قاضیوں کو احکام دے سکتے ہیں۔

میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور جو عظیم علم اللہ پاک نے تم کو عطا فرمایا ہے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس علم کو تم (بادشاہ سے) قضا کا سوال کرنے کی ذلت سے محفوظ رکھنا۔

اگر تم میں سے کسی شخص کو قضاء میں داخل ہونے کا ابتلا ہو اور وہ اپنے اندرونی حالات کے اعتبار سے اپنی کسی بدحالت کو جانتا ہو جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو، تو اس کا قاضی بننا جائز نہ ہوگا اور اس سلسلہ میں جو اسے وظیفہ ملے گا وہ حلال نہ

ہوگا۔اور اگر اس کا ظاہر باطن ایک ہوتو اس کا قاضی بننا جائز نہ ہوگا اور اس کا وظیفہ بھی حلال ہوگا۔ اگر کسی مجبوری سے عہدۂ قضا قبول کرنا پڑے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان ہرگز کوئی پردہ نہ رکھے اور پانچوں نمازیں (باجماعت) مسجد میں ادا کرے اور ہر نماز کے وقت یہ آواز لگادے کہ کسی کو کوئی حاجت ہو تو مجھ سے ملاقات کرسکتا ہے۔ پھر جب عشاء کی نماز پڑھ لے تو یہی آواز تین مرتبہ لگائے۔اس کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوجائے)۔

اگر زمانۂ قضا میں بیمار ہوجائے جس کی وجہ سے (مجلس قضا میں) بیٹھنے سے عاجز ہو تو جتنے دن بیمار رہا اتنے دن کا وظیفہ ساقط کردے (یعنی بیت المال سے وصول نہ کرے)۔ اور جو امام المسلمین غلول کرے (یعنی بیت المال میں خیانت کرے) یا ظلم کا فیصلہ کردے اس کی امامت باطل ہوجائے گی اور اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔اور اگر امام المسلمین کوئی (ایسا) گناہ اعلانیہ طور پر کر بیٹھے (جس کی وجہ سے حد واجب ہوتی ہے) تو جو قریب ترین قاضی ہو وہ اس پر حد قائم کرے۔

تمت بالخير

وصية الإمام الأعظم لكبار تلاميذه رحمه الله

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی وصیت ختم ہوئی
جوانہوں نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ
(بخاری: ۳۳۷۰ عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ